

توہین رسالت  
اور  
اسکی سزا

مفت محمد رفیع الرحمن صاحب دینی و فلسفی مسائل  
مفت محمد رفیع الرحمن صاحب دینی و فلسفی مسائل

جماعت اسلامی

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع الرحمن صاحب دینی و فلسفی مسائل

مفت محمد رفیع الرحمن صاحب دینی و فلسفی مسائل

ادارہ اسلامیات  
لاہور ۱۹۰-۱۹۱ پاکستان

۳۵۳۲۵۵ ۴۲۳۲۵۵

# توہین رسالت اور اسکی منہ

از  
فقیر العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی دامت برکاتہم  
دارالافتاء - جامعہ اشرفیہ - لاہور

جمع و ترتیب  
حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی مدظلہ  
مفتی و استاذ جامعہ اشرفیہ - لاہور و دارالعلوم کورنگی - کراچی

ادارہ اسلامیات<sup>©</sup> ۱۹۰- انارکلی  
لاہور، پاکستان

۶۲۲۳۹۹۱ - ۳۵۳۲۵۵

نام کتاب ————— ”توہین رسالت اور اس کی سنرا“  
 تاریخ طباعت ————— جنوری ۱۹۹۵ء بمطابق رجب ۱۴۱۵ھ  
 باہتمام ————— اشرف برادران سلمہم الرحمن  
 کتابت ————— مشتاق احمد جلالپوری  
 قیمت —————

ناشران

ادارۃ اسلامیات ۱۹۰- انارکلی لاہور ۲

فون نمبر ۳۵۳۲۵۵ — ۷۲۴۳۹۹۱

ملنے کے پتے

ادارۃ اسلامیات ۱۹۰- انارکلی لاہور ۲  
 دآلالاشاعت اردو بازار کراچی ۲  
 ادارۃ المعارف ڈاکخانہ دارالعلوم کونڈی کراچی ۲  
 مکتبہ دارالعلوم جامعہ دارالعلوم کھنگی کراچی ۲  
 ادارۃ القرآن سبیلہ چوک گاڑن ٹیسٹ کراچی ۲  
 بیت القرآن، اردو بازار- کراچی ۲

# فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۴	عرض ناشر	۱
۵	عرض مرتب	۲
۹	سلمان رشدی کی گستاخیوں سے متعلق برطانیہ سے استفتاء	۳
۱۴	الجواب	۴
۱۴	قرآن شریف کی بائیس آیات	۵
۲۵	چالیس احادیث مبارکہ	۶
۴۴	گستاخی کی منرا سے متعلق علمائے اُمت کا اجماع - دس حوالے	۷
۶۰	قیاس ثمرعی اور عقل کی روشنی میں سات وجوہات	۸
۶۳	فقہاء کرامؒ کے دس حوالہ جات	۹
۷۷	قتل مرتد کے طریقہ پر فرقہ حنفی کی تین عبارات	۱۰
۷۹	معافی ایک دھوکہ ہے	۱۱
۸۱	خلاصہ (چھ نکات)	۱۲
۸۳	سچی توبہ سے قتل معاف ہونے کے قائل دو علماء کی عبارات	۱۳
۸۶	سچی توبہ کا طریقہ	۱۴
۸۸	ضمیمہ قائد ایران کے مثالی اقدامات (سات نکات)	۱۵
۹۰	ضمیمہ اسرائیل کا دنیا بھر کو الٹھی میٹم (سات نکات)	۱۶
۹۲	استفتاء کے نمبر وار جوابات -	۱۷

# عرضِ ناشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سَخِیْدَةُ وَنَعْلٰی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ - اِمَامِ اَبَد  
اس وقت جو کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، یہ اپنے موضوع پر اہم فقہی ساؤنڈ  
ہے جس میں قرآن و سنت اور فقہ اسلامی کے مستند حوالوں سے توہین رسالت کی منرا  
اور اس سے متعلق شرعی احکام تفصیل سے واضح کئے گئے ہیں۔

یہ تحریر فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم کی زیر نگرانی  
محمود اشرف عثمانی استاذ و رفیق دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور نے مرتب کی تھی جو  
ماہنامہ ”الحسن“ کی ایک خصوصی اشاعت میں بطور فتویٰ شائع ہوئی۔ یہ تحریر اسلام و  
مسلمان اور رشدی سلمان کے نام سے رشدی سلمان گستاخ کی شرعی منرا کی وضاحت  
کرنے کے لئے شائع ہوئی تھی، مگر اس میں گستاخ رسول اور اس کی منرا سے متعلق  
اصولی احکام مفصل ذکر کر دیئے گئے تھے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ عام استفادہ  
کے پیش نظر اسے عام فہم نام ہی سے شائع کیا جاتے۔ چنانچہ اب یہ کتاب  
”توہین رسالت اور اس کی منرا“ کے عنوان سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔  
امید ہے کہ اس موضوع پر یہ تحریر علمی غلار کو پُر کرے گی۔

والسلام  
اشرف مبرادران  
لاہور

# عرض مرتب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

اما بعد! زیر نظر رسالہ جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے درحقیقت ایک استفتاء کا مفصل جواب ہے جس کا پس منظر یہ ہے کہ آج سے چھ سال قبل سلمان رشدی نامی ایک شخص نے اپنی کچھ مغالطات انگریزی ناول کی شکل میں شائع کیں تو پوری دُنیا کے مسلمانوں میں ایک اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ عالم اسلام کے سرکردہ افراد مختلف اسلامی تنظیموں اور مسلمانانِ عالم اسلام نے اس گستاخ دریدہ دہن شخص کو سزا دینے کا مطالبہ کیا اور اس کے لئے پوری دُنیا میں احتجاج کی آوازیں بلند ہوئیں۔ عالم اسلام کے اس احتجاج پر اسرائیل نے مجرم کو پناہ دینے کا اعلان کیا تو ایران نے اس دریدہ دہن شخص کو موت کے گھاٹ اُتارنے والے فرد کے لئے خصوصی انعام مقرر کیا۔ اس موقع پر یہ سوال بھی اُٹھا کہ اسلامی شریعت میں ایسے گستاخ شخص کی سزا کیا ہے؟ برطانیہ کے کچھ معزز مسلمانوں نے اسی سوال پر مبنی ایک استفتاء جامعہ اشرفیہ لاہور کے دارالافتاء میں حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہ کی خدمت میں ارسال کیا اور تفصیلی جواب کی خواہش ظاہر کی۔

حضرت والا مدظلہم نے اس ناچیز کو تفصیلی جواب مرتب کرنے کی ہدایت کی۔ جہاں نہج حسبِ الحکم احقر روزانہ آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ طیبہ اور علماء، فقہاء اور محدثین کی جمالت اُردو ترجمہ کے ہمراہ مرتب کر کے حضرت ممدوح کی خدمت میں پیش کرتا اور آیات و عبارات کے درمیان کچھ جگہ خالی چھوڑ دیتا جسے حضرت اپنے قلم سے پُر فرماتے اور اس میں بیش بہا نکات درج فرماتے۔

اس طرح یہ پورا فتویٰ احقر کے استاذ و مرئی، فقیہ محقق، بقیۃ السلف حضرت اقدس مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی (مد اللہ ظلم العالی بالقہ والاعافیۃ) کے قلم یا ان کے املاء کا فیض ہے۔ صرف عربی عبارات اور ان کے اردو ترجمہ کا حقہ احقر نے جمع کر کے مرتب کیا اور غالباً خلاصہ اور استفتاء کے نمبر وار جواب بھی احقر کے قلم سے ہوئے تھے، بہر حال یہ فتویٰ حضرت دامت برکاتہم العالیہ کے افادات کا اہم مجموعہ بھی ہے اور غالباً اس موضوع پر اردو زبان میں یہ سب سے تفصیلی فتویٰ ہے جس میں توہین رسالت کی سزا کے فقہی پہلوؤں کو واضح کیا گیا ہے اور مستند دلائل جمع کئے گئے ہیں۔ یہ تفصیلی فتویٰ ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ میں مرتب ہوا اور کچھ ہی عرصہ بعد ماہنامہ ”الحسن“ کی خصوصی اشاعت میں شائع کیا گیا۔

ابھی حال ہی میں (یعنی ۱۴۱۵ھ میں) پاکستان میں توہین رسالت کے قانون سے متعلق عوامی حلقوں میں ایک بحث چھڑی تو بعض مسائل میں اس فتویٰ کی بعض عبارات شائع ہوئیں مگر وہ ناتمام عبارات تھیں جن سے غلط فہمی پیدا ہونے کا بھی امکان تھا اس لئے خیال ہوا کہ یہ مکمل فتویٰ نئے عنوان کے ساتھ باقاعدہ کتاب کی شکل میں طبع ہو کر محفوظ ہو جائے تاکہ حضرت مدوح دام ظلہم اور اس ناچیز کے لئے باعثِ اجر و ثواب ہو اور اس موضوع کے متلاشی حضرات کے لئے استفادہ کرنا ممکن ہو۔ چنانچہ اب یہ مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ تعالیٰ اسے نافع بنائیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں میں ایمان کی قوت و حلاوت پیدا فرما دیں اور اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت ہماری لگ لگ میں پیوست فرما دیں۔ آمین

فقط

احقر محمود اشرف غفر اللہ

۲۲ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم سیدنا و مولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

# اسلام و مسلمان اور رشدی مسلمان

مسلمان رشدی کی انسانیت سوز گالیوں پر ایک نظر  
ایسے گستاخ شخص کی منرا سے متعلق

- قرآن شریف کی آیات ○ چالیس احادیث مبارکہ
- اجماع امت کے دس حوالہ جات ○ قیاس عقل کی سات وجوہات
- باب بعد کے دس طیل القدر فقہاء کے اقوال ○ اجرائے منرا پر فقہی عبارات
- رشدی کی سبب معافی کے دھوکہ ہونے اور سچی توبہ کی شرائط کا بیان

## نیز بطور ضمیمہ جات

- قائد ایران کے اقدامات پر سات نکات ○ اسرائیل کے کردار سے متعلق شانہ

از

فقیر احمد حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صاحبِ نظر عالم الی۔ دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

جمع و ترتیب

محمود اشرف عثمانی، رفیق دارالافتاء و استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور

(مضمون کی پہلی اشاعت کا عکس)





# استفتاء

محترم و محترم حضرت اقدس مفتی جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم !  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

شاہد رسول سلمان رشدی کی کتاب شیطانی آیات (SATANIC VERSES) بیگلوفین نے ستمبر ۱۹۸۸ء میں برطانیہ میں ایک نہایت سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بڑے اہتمام اور شیطانی پروپیگنڈے کے ساتھ شائع کی ہے۔ یہ کتاب صرف نام ہی کی نہیں، بلکہ پچھلے مچ ایک شیطانی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کا دشمن شیطان سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہوا۔ لیکن اس کتاب میں شیطان نے اپنی شیطنت کو جس طرح نکا کر کے پیش کیا ہے اور پھر جس طرح ایک مسلمان کے نام سے کیا ہے اس کی کوئی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔ رشدی اپنی کتاب کو یورپ کی سات زبانوں میں شائع کرانے کا انتظام کر رہا ہے۔

رشدی برطانیہ کا شہری ہے۔ وہ بمبئی (انڈیا) کے ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا۔ کمبریج یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور مستشرقین کی تصانیف سے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا۔ مغربی ذرائع ابلاغ نے رشدی کو ایک روشن خیال مسلم مصنف کے طور پر دنیا میں مشہور کیا۔ رشدی نے ٹیلی ویژن اور اخبارات میں بیان دیا:-

”میرا ایک مسلم گھرانے سے تعلق ہے اسی میں پروان چڑھا ہوں اور اسلام

ہی میری دلچسپیوں کا محور ہے۔ میں بھلا اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف

کیسے لکھ سکتا ہوں۔ لوگوں نے میرا ناول سمجھنے میں کوتاہی کی ہے“

۴۵ صفحات اور ۹ ابواب پر مشتمل یہ کتاب ہادی انسانیت سرورِ عالم حضرت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس پر ایک منظم حملہ ہے۔ خصوصاً اس کے دو باب ۲۱ اور ۲۲ جو

ستر صفحات پر مشتمل ہیں ان میں پیغمبر خدا، اہمات المؤمنین، قرآن مجید، اسلامی عقائد اور صحابہ کرام کی ذات گرامی پر اندراہ نجاست نہایت گستاخانہ اور شرمناک حملے

کئے گئے ہیں جن کے تصور سے بھی انسانی دُوح کا نپ اُٹھتی ہے۔

مسلمان دُنیا بھر میں تو این رسالت کے مجرموں کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں۔ زمانہ شاہد ہے کہ حرمتِ تاجدارِ مدینہ پر مرہٹنا مسلمان کی پہچان ہے۔ تقریباً تیس مسلمان ناموس رسالت کے تحفظ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں۔ الریاض (سعودی عربیہ) میں ۱۳ تا ۱۶ مارچ ۱۹۸۹ء کو منعقد ہونے والی وزرائے خارجہ کی اٹھارہویں کانفرنس نے متفقہ طور پر ”شیطانِ آیات“ کی شدید مذمت کرتے ہوئے رِشدی کو مرتد قرار دیا ہے۔ برطانیہ کے ۲۰ لاکھ مسلمان گذشتہ ۷، ۸ ماہ سے مسلسل اس کتاب، اس کے مصنف اور پبلشرز کے خلاف بڑے زور شور سے اپنی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ مسلمان اس بات کا پختہ عزم کر چکے ہیں کہ انشاء اللہ وہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک حکومتِ برطانیہ ان کے کم از کم یہ مطالبات منظور نہ کر لے یعنی :-

- کتاب کو فوری طور پر ضبط کیا جائے۔
- مصنف اور پبلشرز کو قرارِ واقعی منرادی جائے۔
- بلا تفریق مذہبی تحفظات کا قانون نافذ کیا جائے۔

وزیر اعظم منریتچر اور وزیر خارجہ سر جیفری ہاؤ نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ اس شیطانی کتاب نے اسلام جیسے عظیم مذہب کے تقدس پر ایسے افسوسناک حملے کئے ہیں جس سے مسلمانوں کے ایمانی جذبات بُری طرح مجروح ہوئے ہیں۔ یہودی اور عیسائی مذہبی لیڈروں نے بھی مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور اس کتاب کی مذمت کی ہے۔

رِشدی اور پینگوئن کی ناپاک حرکت کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرنا ہمارا ایسا فی اور انسانی فرض ہے۔ اگر اسے خاموشی سے برداشت کر لیا گیا تو دوسرے تو دوسرے ہم خود اپنی نئی نسل کے بارے میں اطمینان نہیں کر سکتے کہ اس کے دلوں میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم (میرے ماں باپ ان پر قربان) کا وہی احترام قائم رہ سکے گا جو مسلمانوں کا شعار ہے۔ وہ ہستی جسے ہم انسانیت کا رہبر سمجھتے ہیں اور جس کی ہیری

پر انسانیت کی نجات اور فلاح موقوف ہے، اس کے حق میں تقدس اور احترام کی فضا کا قائم ہونا اور اُسے برقرار رکھا جانا ضروری ہے۔ اگر یہ فضا قائم نہ رہے تو اس کی درہری کا مقام محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور عالم انسانی کو اس سے استفادہ کرنا آسان نہیں ہو سکتا۔

اس پس منظر کے بعد اب نہایت دُکھ کے ساتھ محض ضرورت کے تحت شیطانی کتاب سے یہ چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں (لقل کفر کفر نہ باشد) تاکہ فتوے دینے میں آسانی ہو۔

● اس کتاب میں یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے متفقہ برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ”حرامی“ کہا گیا۔ صفحہ ۹۵

● حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرون وسطیٰ کے اس ہتک آمیز نام ”مہوند“ سے پکارا گیا ہے جس کا مطلب (نعوذ باللہ) شیطان یا جھوٹا نبی ہوتا ہے۔ صفحہ ۹۵۔

● نیز آپ کے متعلق یہ فقرے استعمال کئے گئے ہیں :-

”وہ ایک ایسا آدمی ہے جس کے پاس نیک و بد میں امتیاز کرنے کے لئے وقت نہیں“۔ صفحہ ۳۶۳

”وہ اپنی بیوی کی وفات کے بعد مہوند کوئی فرشتہ نہیں رہا، آپ میرا مطلب خود بخود ہی سمجھ لیجئے“۔ صفحہ ۳۶۶

”وہ اسے جو وحی آتی وہ اس کی اپنی غرض کے لحاظ سے ”بروقت“ ہوتی تھی یعنی ایسے وقت جبکہ ”مومنین“ آپس میں جھگڑ رہے ہوتے تھے“۔ صفحہ ۳۶۴

”صحابہ کرام کو نام لے کر ”احمق“ اور ”ناکارہ“ کہا گیا ہے“۔ صفحہ ۱۰۱

”طوائفوں اور فاحشاؤں کو پیغمبر خدا کی ازواج مطہرات کے نام دے کر

ایک قحبہ خانے میں پیش کیا گیا ہے اور اس ضمن میں حسب ضرورت دل کھول

کر ادبی مقلدات بھی گئی ہیں۔ صفحہ ۳۸۱ تا ۳۸۳

”اسلام کے متبرک شرمکے کو ”جاہلیہ“ کے نام سے پکارا گیا ہے، یعنی جہالت

اور تاریخی کا گھر۔“ صفحہ ۹۵

دو مسلمانوں کا خدا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک کا رو بادی تا جبر ہے اور اسلامی شریعت تو ہر ذلیل سے ذلیل چیز میں بھی گھسی ہوئی ہے۔ صفحہ ۳۶۴

دو اگلام بازی اور مجامعت کے خصوصی آسن کی خود جبریل امین نے توثیق کر رکھی ہے۔“ صفحہ ۳۶۴

رشدی کے جرم و سزا کی صحیح اسلامی شرعی حیثیت سمجھنے میں مسلمان کچھ دقت محسوس کر رہے ہیں جس کے نتیجہ میں ذہنی کشمکش اور افراط و تفریط کے مرض کا شکار ہو رہے ہیں۔

آپ سے گزارش ہے کہ مندرجہ بالا پس منظر اور اقتباسات کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن و سنت کی روشنی میں اور فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی کے حوالے سے حسب ذیل سوالات کے مدلل جوابات وضاحت کے ساتھ عنایت فرمائیں۔ امت مسلمہ خاص طور پر برطانیہ اور دیگر مغربی ممالک میں بسنے والے مسلمانوں پر آپ کا بہت بڑا احسان ہو گا۔ دشمنوں کے ذہریلے پروپیگنڈے زوروں پر ہیں اور مسلمان علوم دینیہ سے پوری طرح واقف نہیں۔ ایسے حالات میں اسلامی موقف کی صحیح وضاحت وقت کی اہم ضرورت ہے۔

سوال ۱ :- شاتم رسول رشدی کے جرم کی اسلامی فقہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) میں کیا تعریف ہے؟ یعنی رشدی مرتد ہے، یا ندیق یا دونوں کا اس پر اطلاق ہوتا ہے۔

سوال ۲ :- رشدی کے جرم کی شریعت نے کیا سزا مقرر کی ہے؟

سوال ۳ :- شریعت کے مطابق جادی کہ وہ سزا کیسے نافذ کی جائے گی؟ کون سے ادارے یا افراد سزا کو نافذ کرنے کے ذمہ دار ٹھہرائے جائیں گے؟

سوال ۴ :- کیا اسلامی شرعی عدالت میں مقدمہ چلائے بغیر اور صفائی کا موقع دیئے بغیر رشدی جیسے کلمہ کھلا اور خود اقرادی شاتم رسول (جو کہ بارہا ٹیلی ویژن پر توہین آمیز کلمات دہراتے ہوئے یہاں تک کہ چپکا ہے کہ ”کاش میں نے اس

سے بھی سخت تنقیدی کتاب لکھی ہوتی) کے خلاف اسلامی منرا نافذ کی جاسکتی ہے ؟

سوال ۵ :- رشدی کے لئے معافی اور تلافی کی کیا صورت ہے ؟ کیا کسی طرح وہ دنیاوی منرا سے بچ سکتا ہے ؟

سوال ۶ :- کیا پبلشرز "پینگوئن" اور دیگر قلوٹ اداروں کے ساتھ مسلمانوں کو کسی قسم کا کاروبار جائز ہے ؟

سوال ۷ :- رشدی کی حمایت اور اُس کی کتاب کو سراہنے والے مسلمانوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے ؟

## السائلین

مفتی مقبول احمد چٹیرین اسلامک ڈیفنس کونسل سکاٹ لینڈ -

مقبول احمد، محمد اسلم لاہوری (ایگزیکٹو ممبر)

احقر محمد اسلم، طفیل حسین شاہ (وائس چیرمین)

طفیل حسین شاہ، قاضی منظور حسین (کنوینر جلوس کمیٹی)۔

منظور حسین، مسٹر بشیر مان (بجے پی) سیکرٹری

بشیر احمد مان، ابو محمد سعید چوہدری، (کنوینر مسلم ممالک رابطہ کمیٹی)

ڈاکٹر عبید الروف (کوآرڈینیٹر)

جاوید اقبال ظفر (خزائنچی)

## الجواب

بِسْمِ اللَّهِ وَ مُحَمَّدًا وَ مَصْلِيًّا وَ سَلَامًا۔

مسلمانِ رشدی کی فحش گالیوں کی تحریرات اگر واقعی انہی کی ہیں کسی اسلام کے سخت ترین دشمن نے لکھ کر ان کے نام کی اجازت لے کر نہیں چھاپ دی، واقعی ان کی ہے تو ایسا ممکن ہونا ہی عقل میں نہیں آتا کہ ایسی تحریرات جو کسی شریف کی زبان یا قلم پر آ ہی نہیں سکتیں وہ ایک مسلمان کہلانے والے کے قلم سے کیسے ممکن ہیں؟ جس شخص میں اسلام تو اسلام شرافت کی کوئی رُمق بھی باقی ہوگی وہ ایسی باتوں کا تخیل بھی نہیں لاسکتا۔

جو تمہاری ماں بہن کو کوئی ایسا ایسا کہتا

تم ہی منصفی سے کہہ دو کہ تم اس کا کیا بناتے؟

اگر یہ تحریریں کسی سخت کینہ دشمن نے مرتب کر کے ان سے پانچ ہزار ڈالر کا وعدہ کر کے ان کے نام سے طبع نہیں کر دیں، واقعی انہی نے کسی کے دھوکہ میں آ کر لکھ ماری ہیں تو ان کے احکام قرآن مجید، احادیث پاک، اجماع اُمت، قیاسات شرعیہ اور اسلاف اُمت کی تحقیقات سے پیش کرتے ہیں۔

مکن ہے خودِ رشدی صاحب، سارے مسلمان اور شریف النفس غیر مسلم غور کر سکیں اور اس شعر کو سمجھ لیں۔

## قرآن شریف کی آیات

مَلَا النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْعُودِ مِنْهُمْ ۚ

اَلنَّفْسِمْ وَأَزْوَاجُهُ اُتْمَا لَّهُمْ۔

»نبی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے

بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی

بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔“

(سورۃ احزاب آیت ۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تو ہماری اپنی جانوں کے حق سے بہت زیادہ ہے اور ان کی اندراج مطہرات تو سب مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ ان روحانی ماؤں کا حق جسمانی ماؤں سے اس قدر زیادہ سمجھنا ضروری ہے جتنا روح کا حق جسم سے زیادہ رہتا ہے کہ جسم چند درزیں مٹی بن کر نیست و نابود ہونے والا ہے اور روح سب کی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہتی ہے۔

ہر آدمی مسلمان ہو یا نہ ہو مگر ذرا شریف قسم کی عقل رکھتا ہو وہ کبھی اپنی جسمانی والدہ کے متعلق ایسی گالیاں سن کر خون کھول جائے بغیر نہیں رہ سکتا سوچ سمجھ لیجئے کہ اس کا جذبہ دل و ایمان کیسے ٹھنڈا ہو سکتا ہے؟

ہر آدمی اپنے سے جواب لے کہ اس کے ساتھ ایسا ہو تو وہ کیا کرے؟ ایک ہماری ہی ماں نہیں ہم سب کے ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، اب سے لے کر پندرہ سو سال تک پہلے کے ان سلسلوں کی بھی وہی اعلیٰ قسم کی روحانی و ایمانی ماں، پھر آپ کے اپنے ہی سلسلہ نسب تک ڈیڑھ ہزار سال کے سارے مسلمانوں کی ان کے ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کے سب پندرہ سو سالہ سلسلوں کی والدہ وہ بھی روحانی و ایمانی کو ایسی گالیاں!

۔ تم ہی منصفی سے کہہ دو کہ تم اس کا کیا بناتے

ہم موجودہ ہی کی نہیں تمام زندہ و فوت شدہ مسلمان مرد، عورت ان کے ماں باپ، نانا، نانی، دادا، دادی کے پندرہ سو سال تک کے سارے بزرگوں کی روحانی و ایمانی، ان اربوں کھربوں بلکہ سنکھوں مہا سنکھوں بے حد و بیشمار بزرگوں کی گالیاں سن کر قبروں میں، جنتوں میں، برزخ میں تلملانے والوں، والیوں کے خون کھولا دینے والے جذبات اس شخص کے لئے کیسے ہوں گے؟ اور جتنا ان کا جہاں جہاں قابو چلے گا وہ کیا نہ کر سکیں گے؟



۵ یہ دُنیا ہے یہاں تو بند ہے بالکل زباں اُن کی  
وہ عقبی ہے وہاں سُلنی پڑے گی داستاں اُن کی

رشدی صاحب! اپنے ماں باپ اور پندرہ سو سالہ تمام بزرگوں کے کھول جانے  
دالے جذبات یہاں نہیں تو وہاں کیا کچھ نہ کر دکھائیں گے؟ دودن کی زندگی کا گھمنڈ  
نہ کرو جبکہ ہر وقت ایکسیڈنٹ کا شائبہ ہے اور اب تو روز دن کے ہارٹ اٹیک  
نے مشاہدہ کر دیا ہے۔

۲ اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ  
وَالتُّبَّاتُ لِلطَّيِّبَاتِ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ  
أُولَٰئِكَ مُتَرَدُّونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَ  
رِزْقٌ كَرِيمٌ -

”گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق  
ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے  
لائق ہوتے ہیں اور ستھری عورتیں ستھرے  
مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور ستھرے مرد  
ستھری عورتوں کے لائق ہوتے ہیں“ وہ  
اس بات سے پاک ہیں جو یہ کہتے پھرتے  
ہیں، اُن کے لئے تو مغفرت اور عزت

کی روزی ہے۔“

(سورۃ النور آیت ۲۶)

نکاح شادی میں لوگ سمجھتے ہیں کہ بس ہمارے انتخاب ہیں اور کچھ نہیں مگر  
یہ غیر مسلموں کے خیالات ہیں۔ حقیقت میں خدائے کائنات ایک کا جوڑ  
دوسرے سے لگاتے ہیں اور اس کے خلاف نہیں ہوتا، گوان میں سے کوئی  
عارضی کوئی دائمی ہو۔

ارشاد ہے کہ خبیث (بُری) عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہوتی ہیں اور  
ایسے ہی مرد ایسی ہی عورتوں کے لئے ہوتے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں  
کے لئے ہوتی ہیں اور ایسے ہی مرد ایسی عورتوں کے لئے۔

یہ قانونِ فطرت ہے اس لئے اولاً جو اس کے خلاف کئے گا وہ اس فطری

خدائی قانون کا انکار کر رہا ہے اور کسی اسلامی قانون کا بھی منکر باغی اور اسلام سے خارج ہے ازواجِ مطہراتِ نیک سے کسی کو طعن کرنے والا صرف ان کے خاتونِ طیب ہونے کا ہی انکار نہیں کرتا بلکہ جن طیب مردوں کے لئے وہ ہیں اُن کے پاکیزہ ہونے کا انکار ہے تو یہ انکارِ قانون بھی اور نبی کی پاکیزگی کا ضمنی انکار دوسرا کفر ہے ان ازواجِ مطہرات کو خبیث کہنا قانونِ خدا کا انکار تیسرا کفر، اور چونکہ خبیث، خبیث کیلئے ہے قانونِ نبوی کو ایسا کہنا چھوٹا کفر۔ ان کے بری ہونے کی شہادت خود اللہ تعالیٰ دے رہے ہیں ان کا جھوٹا اور ان کا بری اور پاک ہونا خدائی شہادت ہے جس کے خلاف سے انسان باغی کافر ہو گا یہ پانچواں کفر ہے۔ ان کے لئے آخرت میں مغفرت نہ ہونے کا دنیا میں عیش نہ ہونے کا منکر یہ چھٹا اور ساتواں کفر ہے۔ ان باتوں میں تو خدا تعالیٰ کا بھی انکار لازم آ رہا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ۖ  
الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَعُنُوا ۖ  
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَكَ لَهُمْ  
عَذَابٌ عَظِيمٌ ۖ

(سورۃ نور آیت: ۲۳) کو بڑا عذاب ہو گا

لعنت حق تعالیٰ کی ہر رحمت سے دُور کرنے کو کہتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پاک سیدھی سادی معمولی مسلمان عورتوں پر تہمت لگانے والوں کے لئے دنیا میں پھر آخرت میں تمام رحمتوں سے دُور کرنے کا اور قیامت کے بڑے عذاب کا انجام مقرر کیا ہے۔ یہ تو ہر مسلمان عورت پر تہمت لگانے کی دنیوی و آخروی محرومی اور عذابِ عظیم ذکر فرمایا اور جو عورتیں بحکم قرآنی پاکیزہ ہیں پاکیزہ بزرگوں سے وابستہ ہیں پھر اور اوپر چلے کہ انبیاء و رسل سے وابستہ ہو کر اور بھی سب کی مائیں اور دینی عظمت میں سب سے بڑھ کر ہیں اُن پر تہمت لگانے والے کا کیا اثر

ہو گا ذرا اس پر بھی غور کر لیں۔

۴ وَالَّذِينَ يَزُمُونَ الْمَحْضَنَاتِ ۖ  
 لَعَنَ لَهُنَّ يَتُورًا بَارِعَةً شُحْمَاءَ ۖ  
 فَاجْلِدُوا لَهُنَّ ثَمَانِينَ جَلْدَةً  
 وَلَا تَقْبَلُوا لَهُنَّ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ  
 (سورۃ نور: ۴)

یہ منراے سخت تو صرف اُن کے لئے ہے جو عام مسلمان عورتوں پر تہمت لگائیں اور چشم دید چار گواہ نہ لاجا سکیں۔ اب خیال کیجئے کہ ان سے بہت اونچے بزرگ پر بلکہ طہبات الزواج پر بلکہ اربوں کھربوں مسلمان کی ماں، نانی، دادی پر تہمت لگائے اور چار چشم دید کیا ایک فرضی گواہ بھی نہ رکھتا، ہو تو اس کی سزا کیا، ہونی چاہیئے؟ جن کے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی کی اب پندرہ سو سال تک کی سب کی بزرگ ترین مساؤں پر ایسی فحش گالی سے تہمت تو ہر مسلمان کے جذبات کی تسکین آخر کس منراے ہو سکتی ہے؟ ہمیشہ کے لئے ناقابل شہادۃ ہونا تو معمولی تہمت پر تھا اب کیا منرا ہوگی؟

۵ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَ  
 رَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي  
 الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأَعَدَّ  
 لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۚ وَالَّذِينَ  
 يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ  
 وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا كُتِبَ  
 عَلَيْهِمُ احْتَمَلُوا بِهِمَا نَارًا  
 اِلْمًا مُّبِينًا ۚ (سورۃ احزاب: ۵۸)

”جسے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے“ اور جو لوگ ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدو ن اس کے کہ انہوں نے کچھ کیا ہو ایذا پہنچاتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں۔“

اذیت جہانی بھی ہوتی ہے اور روحانی بھی، ذہنی بھی، عقلی بھی، ان سب معذرتوں میں جو شخص اللہ رسول اور مومنین و مومنات کو کوئی سی بھی اذیت دے گا وہ دین و دنیا میں رحمت سے دور (لعنت) اور بہتان اور گناہ عظیم میں ہوگا اسی لئے ہر شخص کو غور کر لینا چاہیے کہ ذرا سی دوا پنچ کی زبان کہاں کہاں پہنچا رہی ہے۔ دنیا و آخرت میں ہر رحمت سے محرومی معمولی بات نہیں۔

۴۱ اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوبُوا کَوْتِکْلِیْفِیْہِیْنِیْ پھر توبہ نہیں کی تو ان کے فَلَهُمْ عَذَابٌ جَہَنَّمٌ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلْحَرِیْقِ۔ (سورۃ البروج: ۲۸) جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔

عام مسلمانوں کو فتنہ اور پریشانی میں ڈالنے والوں کے لئے پھونک ڈالنے والا عذاب ہے تو انبیاء، صحابہ اور صلحاء کے فتنہ سے کیا کچھ نہ ہوگا۔

۴۲ وَ مَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُوْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ اَنْ تَتَلَکَّبُوْا اَذْوَاجَہُمْ مِنْ بَعْدِہَا اِنَّ ذَٰلِکُمْ کَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا۔ (سورۃ احزاب: ۵۸) اور تم کو جائز نہیں کہ رسول اللہ کو کلفت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ آپ کی بیویوں علیہ وسلم کے بعد آپ کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی بھاری بات ہے۔

ازواج مطہرات سے تو نکاح بھی ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہے اور کسی بات کا تو کیا کہنا!

۴۳ اِنَّ الَّذِیْنَ جَاؤْا بِاِلٰفِکَ عَصَبَہٌ مِنْکُمْ لَا تَحْسِبُوْہُ شَرًّا لَّکُمْ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ لَکُلِّ اَمْرِیْ مِنْہُمْ مَا اَلْتَسَبَّ

» جن لوگوں نے یہ طوفان برپا کیا ہے وہ تمہارے میں سے ایک گروہ ہے تم اس کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہی بہتر ہے ان میں سے ہر

مِنْ اِيْذِهِمِ وَالَّذِيْ تَوَلَّى  
كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ  
عَظِيْمٌ ۔ (سورة النور : ۱۱)

شخص کو جتن کسی نے کچھ کمایا تھا گناہ ہوا  
اور ان میں سے جس نے اس میں سب سے  
بڑا حصہ لیا اس کو سخت سزا ہوگی ۔

منافقوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائی تھی اس کی  
براءت اور ان کا جھوٹ ثابت کرنے کے لئے چند آیات آئی تھیں جس میں ایک  
یہ ہے اس میں حضرت موصوفہ کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی فرمائی اور ان  
النزام لگانے والوں کا حشر بھی بتایا ہے کہ ان میں سے ہر ایک پر اس کا کمایا یا بڑا  
گناہ ہے اور جو ان کا سرغنہ تھا اُس کے لئے تو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ اب اس  
طرح کی تہمت لگانے والے سب اپنا انجام دیکھ لیں ۔

۹ قُلْ اَيُّهَا اللّٰهُ وَاَيُّهَا رَسُوْلُهُ  
كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَدِرُوْا  
قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۔  
(سورة التوبہ : ۶۵، ۶۶)

» آپ کہہ دیجئے کہ کیا اللہ کے ساتھ اور اس  
کی آیتوں کے ساتھ اور اُس کے رسول کے  
ساتھ تم ہنسی کرتے تھے تم اب عذر مت کرو تم  
اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے ۔

۱۰ وَمِنْهُمْ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ  
النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ  
اُوْدُوْا قُلْ اُوْدُوْا  
نَعِيْبِكُمْ ۔  
(سورة التوبہ : ۶۱)

» اور ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ نبی کو  
ایذا میں پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ  
آپ ہر بات کان دے کر سن لیتے ہیں آپ  
فرما دیجئے وہ نبی کان دے کر تو وہی بات  
سننے ہیں جو تمہارے حق میں خیر ہے ۔

۱۱ اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنْتَ هُوَ  
يُمْحِىْ دِيْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ  
فَاَنْتَ لَهٗ تَارِكُهُمْ خَالِدًا  
فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۔

» کیا ان کو خبر نہیں کہ جو شخص اللہ کی اور  
اُس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو یہ  
بات ٹھہر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی  
آگ اس طور پر نصیب ہوگی کہ وہ اس میں ہمیشہ

(سورة التوبة ۶۳)

رہے گا یہ بڑی رسوائی ہے۔“  
 ”جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت  
 کرتے ہیں یہ لوگ سخت ترین ذلیل لوگوں میں  
 ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ میں  
 اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ  
 قوت والا غلبے والا ہے۔“

(سورة المجادلة ۲۰، ۲۱)

”جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت  
 کرتے ہیں وہ ایسے ذلیل ہوں گے  
 جیسے اُن سے پہلے لوگ ذلیل ہوئے۔“  
 ”جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد  
 اس کے کہ اُس کے سامنے امر حق ظاہر ہو  
 چکا ہو اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے  
 رستہ ہو لیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا  
 ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں  
 گے اور وہ بُری جگہ ہے جانے کی۔“  
 مد اور جو اللہ کی اور رسول کی مخالفت کرتا  
 ہے، سو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے  
 والے ہیں۔“

۱۴ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّوْنَ  
 اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ فِي  
 اَرَدِّ ذٰلِكَ كَتَبَ اللّٰهُ لَغُلْبَتِكَ  
 اَنَا وَرَسُوْلِيْ -

۱۵ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّوْنَ اللّٰهَ  
 وَرَسُوْلَهٗ كُتِبَتْ عَلَيْهِمُ  
 الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورة البقرة)  
 وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ  
 بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى  
 وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ  
 لُوْلٰهٖ مَا تَوَلٰى وَنُصِّلَ  
 جَهَنَّمَ وَاَسَآءَتْ مَصِيْرًا -  
 (سورة النساء : ۱۱۵)

۱۶ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ  
 فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ -  
 (سورة انفال : ۱۳)

”اور اگر اللہ تعالیٰ اُن کی قسمت میں جلاوطنی  
 ہو نہ لکھ چکا تو اُن کو دنیا ہی میں سزا  
 دیتا اور اُن کے لئے آخرت میں دوزخ کا  
 عذاب ہے یہ اس سبب سے ہے کہ ان

۱۷ وَلَوْ اَنَّ كُتِبَ اللّٰهُ  
 عَلَيْهِمُ الْجَزَاءُ لَعَذَّبَهُمْ  
 فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي  
 الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ -  
 لوگوں نے اللہ کی اور اُس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ (سورۃ المشر: ۴۳، ۴۴)

امید ہے کہ سب حضرات غور کریں گے کہ اللہ رسول کی اذیت ان کی مخالفت اور مقابلہ کس قدر سنگین جرم ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے شدید عذاب سے کون اور کس طرح بچ سکتا ہے؟ پھر مخالفت بھی معمولی نہیں، اعلاناتِ اشتہاراتِ خود و شغب یعنی اپنی انتہائی کوشش سے، تو غور کر لیا جائے اس شدید ترین کوشش پر شدید عذاب و عقاب دنیا و آخرت میں کیا کیا ہو گا جس کی ستر مرتبہ جلی آگ میں (یعنی دنیا کی آگ میں) ایک انگلی نہیں دی جاسکتی۔

يَا لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةٍ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَافِرُونَ -  
 ”یہ لوگ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے جو جس حالت میں یہ لوگ گواہ نہیں لائے تو بس اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی جھوٹے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ سلمانِ رشدی بالکل جھوٹا ہے کہ جو بھی تہمت پر چار گواہ چشم دید نہ لاسکیں تو یہ سب اللہ پاک کے نزدیک جھوٹے ہیں اور ان کے جھوٹ کی اشاعت کرنے والے بھی فیصلہ الہی میں جھوٹے، اس کو چھپانے اور پناہ دینے والے بھی جھوٹے۔ اور یہ سب شدید ترین مجرم ہیں۔

يَا لَعَنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ - ”جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔“ (سورۃ آل عمران: ۶۱)

خدا کی شہادت سے اُن کا بالکل جھوٹا ہونا اوپر کی آیت میں بالکل صاف

صاف اچکا اور اس آیت میں تمام کاذبوں پر لعنت فرمائی ہے۔ لعنت کے معنی ہیں دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ہر رحمت سے محروم ہو جانا۔

۱۹ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدَيُّوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ۔  
 ”اہل کتاب کو جو کہ نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ ان بہنوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اور اُس کے رسولؐ نے حرام بتلایا ہے اور نہ سچے دین کو قبول کرتے ہیں، ان سے یہاں تک لڑو کہ وہ ماتحت ہو کر اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کر لیں۔“

(سورۃ التوبہ: ۲۹)

۲۰ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبُهُمُ اللهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِيهِمْ وَيُنْصِرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبَ اللهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ۔ (سورۃ التوبہ: ۱۴، ۱۵)  
 ”ان سے جنگ کرو اللہ تعالیٰ ان کو تمہارے ہاتھوں سے نرا دے گا اور ان کو ذلیل کرے گا اور تم کو ان پر غالب کرے گا اور بہت سے مسلمانوں کے قلوب کو شفاء دے گا اور ان کے قلوب کے غیظ کو دور کرے گا اور جس پر منظور ہو گا اللہ تعالیٰ توبہ فرمائیں گے۔“

ایسی حرکت والے کا انجام دنیا و آخرت میں دیکھنا ہو گا۔ احادیث و اجماعات اور شرعی قیاسات اور بزرگوں کی تحقیقات سے یہ سلسلہ روشن ہو رہا ہے۔ یہ مجرم کسی ایک کا مجرم نہیں، انسانیت کا، شرافت کا اللہ و رسولؐ کا سنگھوں ہا سنگھوں زندہ و محروم مسلمانوں اور ہر انسانیت رکھنے والے کا مجرم ہے۔ ہر شخص غور کر سکتا ہے۔ اگر کوئی ایسی تہمتیں، مٹری مٹری گالیاں اس کی محترم ماؤں، بہنوں،



نائیوں، دادیوں کو دیتا تو کیا وہ اس کو زندہ چھوڑ سکتے۔

ایسے مجرم کی حمایت، حفاظت کرنا اُسے چھپانا، بچانا کسی انسانیت کے دشمن سے ہی ہو سکتا ہے گویا وہ سارے عالم کے مسلمانوں اسلامی مملکتوں اور ہر انسانیت کا احترام سمجھنے والی حکومتوں کو علی الاعلان الٹی میٹم دے رہا ہے اور اس عمل سے ثابت کر رہا ہے کہ اندر کا مجرم کوئی اور ہے گویا ہر کا برائے نام سلمان رشدی ہے۔

۲۱ اِنْعَايْرِيدُ اللّٰهُ لِيَذْهَبَ عَنْكُمُ الرِّجْسُ اَهْلَ اِيْ نَبِيِّنَّ كَمَا تَطْهَرُوْنَ اَلْوَدَّ كُوْدُوْر رَكْعَةٍ اَوْرَتَم كُوْپَاك (سورۃ احزاب: ۳۳) صاف رکھے۔

جو لوگ اہل بیت و ازواج مطہرات پر عیب لگاتے یا گند اچھالتے ہیں گویا وہ اعلان کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ ہی فرمایا ہے اُسے پورا نہیں کیا تو غور کیجئے کہ ایسا کہنے والے کا کیا حشر ہونا ضروری ہے۔

۲۲ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاَعْلَظْ عَلَيْهِمْ وَمَا لِيْهِمْ جَهَنَّمَ وَاِيْسَ الْمَعِيْرَ (سورۃ توبہ: ۷۳) اے نبی! کفار و منافقین سے جہاد کرو اور سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بُرا ہی ٹھکانہ ہے۔

سلمان رشدی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس لئے منافق بھی ہے۔

# چالیس احادیث مبارکہ

۱۔ حدیث ابن عباس ان اُمّی کانت لہ ام ولد تشتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و تقع فیہ فینہا ما فلا تنتمی و یزجرہا فلا تنزجر قال فلما کانت ذات لیلة جعلت تقع فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتشتمہ فَاخذ المَغرول فوضعه فی بطنہا و اکتأ علیہا فقتلہا فوضع بین رجلیہا طفل فاطلخت ما هنالك بالدم فلما أصبح ذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فجمع الناس فقال انشد اللہ رجلا فعل ما فعل لی علیہ حق اذ قام فقام الاعمی یتخطی

”حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی ام ولد باندی تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی اور آپ کی شان میں گستاخی کرتی تھی، یہ اس کو روکتا تھا مگر وہ رکتی نہ تھی یہ اُسے ڈانٹتا تھا مگر وہ مانتی نہ تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ جب ایک رات پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنے اور گالیاں دینی شروع کیں تو اس نابینا نے ہتھیار (خنجر) لیا اور اُس کے پیٹ میں رکھا اور وزن ڈال کر دبا دیا اور مار ڈالا، عورت کی ٹانگوں کے درمیان بچہ نکل پڑا، جو کچھ وہاں تھا خون آلودہ ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ذکر کیا گیا۔ آپ نے لوگوں کو جمع کیا پھر فرمایا میں اس آدمی

الناس وهو يتزلزل حتى  
 قعد بين يدي النبي صلى  
 الله عليه وسلم فقال يا رسول  
 الله ان صاحبها كانت تشتمك  
 وتقع فيك فأنهاها فلا  
 تنتهي وازجرها فلا تزجر  
 ولي منها ابنان مثل اللؤلؤتين  
 وكانت لي رفيقة فلما كان  
 البارحة جعلت تشتمك  
 وتقع فيك فأخذت المغول  
 فوضعتها في بطنها وأتكت  
 عليهما حتى قتلتها فقال  
 النبي صلى الله عليه وسلم  
 أوالشهد ووالدمها هدر  
 (ابوداؤد ص ۶ مطبع نور محمد  
 کراچی) وايضاً جمع الفوائد ص ۲۸  
 بحوالہ ابوداؤد ونسائی وايضاً  
 كنز العمال ص ۳ بحوالہ رش -

کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے کیا جو  
 کچھ کیا میرا اُس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو  
 جائے تو نابینا کھڑا ہو گیا، لوگوں کو  
 پھلا گتا ہوا اس حالت میں اُگے بڑھاکہ  
 وہ کانپ رہا تھا حتیٰ کہ حضور کے سامنے  
 بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں  
 ہوں اسے مارنے والا، یہ آپ کو گالیاں  
 دیتی تھی اور گستاخیاں کرتی تھی میں  
 اسے روکتا تھا وہ رکتی نہ تھی، میں دھمکتا  
 تھا وہ باز نہ آتی تھی اور اس سے میرے  
 دو بچے ہیں جو موتیوں کی طرح ہیں اور  
 وہ مجھ پر مہربان بھی تھی لیکن آج رات  
 جب اُس نے آپ کو گالیاں دینی او  
 بُرا بھلا کہنا شروع کیا تو میں نے خنجر لیا  
 اس کے پیٹ پر رکھا اور زور لگا کر اُسے  
 مار ڈالا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 لوگو گواہ رہو اس کا خون بے بدلہ  
 (بے سزا) ہے۔“

ناظرین غور کریں کہ اپنے دو بچوں اور عزیز بچوں کی ماں بے فیقہ زندگی مگر  
 حضور کی شان میں سخت تو اس کے مالک کو غیرتِ ایمانی کا وہ جوش ہوا کہ اُس نے  
 صبح ہونے تک بھی برداشت نہ کیا اور اُسے فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ وہ مالک تھا  
 غیرتِ ایمانی میں بے بس ہو گیا تھا اُس کا قتل کرنا معافی میں رہا۔

۲۷ عیسیٰ علی رضی اللہ عنہ اُت  
یہودیہ کانت تشتم النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم و تقع  
فیہ فخنقہا رجل حتف  
ماتت فابطل رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم دمہا۔  
راہواؤ مت مطبع نور محمد

۲۸ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت ہے کہ ایک یہودیہ نبی کریم صلی  
اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور برا کہتی  
تھی تو ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ  
دیا یہاں تک کہ وہ مر گئی تو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون  
کو ناقابلِ مزار قرار دے دیا۔

اوپر والا قصہ تو مملوکہ باندی کا تھا یہ غیر مملوکہ غیر مسلم کا ہے مگر غیرتِ ایمانی  
نے کسی قسم کا خیال کئے بغیر بخششِ ایمانی میں جو کرنا تھا کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم نے اس کا بدلہ بدلہ بطل قرار دیا۔ دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کو گالیاں دینے والا مباح اللہم (خون جائز) بن جاتا ہے اور حق کا  
علمبردار مذاکرہ کا غیر مستحق ہو جاتا ہے بلکہ ثواب کا حق دار ہو جاتا ہے۔

۲۹ قال عمر و سمعت جابر بن  
عبد اللہ یقول قال رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
من لکعب بن الاشرف  
فانہ قد آذى اللہ و  
رسوله فقام محمد بن  
مسلمہ الخ  
رداء البخاری  
فقتلوا۔

۳۰ حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے  
ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ  
رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون کھڑا  
ہوگا کعب بن الاشرف کے لئے کیونکہ  
اُس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیفیں  
پہنچائی ہیں تو محمد بن مسلمہ اٹھ کھڑے ہوئے  
اور پھر اپنے ساتھ جا کر اُسے قتل کر دیا پھر  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ اسے  
قتل کر دیا گیا ہے۔

وفي فتح البارع قوله  
آذی الله ورسوله فی  
روایۃ محمد بن محمود  
عن جابر عند الحاکم  
فقد آذانا بشعرك وقوی  
المشركین ..... و من  
طریق ابی الاسود عن عمروة  
أنه كان یهجو النسبی  
صلی الله علیه وسلم و  
یحترض قریشا علیهم -  
رفع الباری ص ۲ ج ۴

اور فتح الباری شرح بخاری میں ہے کہ  
بخاری کی اس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ  
اسی نے اللہ اور اُس کے رسول کو تکلیفیں  
پہنچائی ہیں، حاکم کی روایت میں یہ بھی  
اضافہ ہے کہ اُس نے اپنے اشعار کے  
ذریعے سے ہمیں تکلیفیں پہنچائی ہیں اور  
مشرکوں کی مدد کی ہے۔ اور حضرت  
عمروہ سے روایت ہے کہ یہ کعب بن  
الاشرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
بجو کرتا تھا اور قریش کو مسلمانوں کے  
خلاف ابھارتا تھا۔“

نیز دیکھیں البدایۃ والنہایۃ ص ۲۶ اور سیرۃ نبویہ ابن کثیر ص ۱۱۳

نیز کنز العمال ص ۲۶ ج ۵ -

یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اُن کے واسطے سے اللہ تعالیٰ  
کو اذیت و تکلیف دیتا رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کے لئے  
اعلان کیا تھا تو محمد بن مسلمہ نے یہ کارنامہ انجام دیا۔

قال ابن کثیر فی البدایۃ  
والنہایۃ ناقلو عن  
البخاری قال بعث رسول  
الله صلی الله علیه وسلم  
ابی رافع الیہودی رجلا من  
الانصار وامر علیهم  
و ابو رافع یہودی کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اسی لئے بطور خاص قتل کروایا کہ  
وہ آپ کو اذیتیں پہنچاتا تھا۔ علامہ ابن  
کثیر نے البدایۃ والنہایۃ میں لکھا ہے کہ  
بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ابو رافع کو قتل کرنے کے لئے

عہد اللہ بن عتیق و کان  
ابو رافع یؤذی رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ولعلین  
علیہ - (البیہ والنہایہ ص ۳۳)  
فتح الباری ص ۴۴)

چند انصار کا انتخاب فرمایا جن کا امیر  
حضرت عبداللہ بن عتیق کو مقرر کیا گیا  
اور یہ ابو رافع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو  
تکلیفیں دیتا تھا اور آپ کے خلاف  
لوگوں کی مدد کیا کرتا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے کاموں کے لئے چند آدمیوں کو مقرر کیا جاسکتا ہے  
اور یہ سب منزاکے نہیں بڑے ثواب کے مستحق ہوتے ہیں کہ دینی کارنامہ انجام  
دے رہے ہیں۔

۵ فی المرحیح البخاری عن  
انس بن مالک رضی اللہ عنہ  
ان التبی صلی اللہ علیہ وسلم  
دخل مکہ یوم الفتح وعلی  
رأسه المغفر فلما نزعہ  
جاء رجل فقال ابن خطل  
متعلق بأستار الکعبۃ فقال  
فقال اقتله - رواہ البخاری  
فتح الباری ص ۳۱ البیہ والنہایہ ص ۳۲)

”صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ  
سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
جب فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل  
ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر خود پہنا ہوا  
تھا جب آپ نے خود اتارا تو ایک آدمی  
اس وقت حاضر ہوا اور عرض کیا کہ  
ابن خطل کعبۃ اللہ کے پردوں سے لٹکا  
ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے قتل کر دو۔  
(بخاری)

قال ابن تیمیہ فی الصارم  
المسلول واحد کان یقول  
الشعر یہ جوبہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویامر  
جارمیتہ أن تغنیابہ فہذا

امام ابن تیمیہ نے الصارم المسلول میں  
تحریر کیا ہے کہ یہ ابن خطل اشعار کہہ  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو  
کیا کرتا تھا اور اپنی باندی کو وہ اشعار  
گانے کے لئے کہا کرتا تھا تو اُس کے

لہ ثلوث جرائم مبیحہ  
للدنم، قتل النفس والردۃ  
والہجاء -  
(العارف ص ۱۳۵)

۱۷۔ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم بقتل القینتین  
(ان لونڈیوں کا نام قریبہ  
اور قرنتا تھا اور یہ ابن خطل  
کی باندیاں تھیں دیکھیں اصح  
السیر ص ۲۶)  
وكانتا تخنيان بهجاء  
رسول الله صلى الله عليه وسلم  
فامريقتلھما - (البداية والنهاية ص ۹۹)

ان میں سے قریبہ قتل کر دی گئی اور قرنتا بھاگ گئی۔ بعد میں اُن کو مسلمان  
ہو گئی۔ (امح السیر ص ۲۶)

اگرچہ شعر دوسرے کے بنائے ہوئے تھے مگر یہ گلے والیاں اس کو دہروں  
میں پہنچا رہی تھیں اس لئے غیر کا ایسا نثر نظم جملہ شائع کرنے والا بھی قتل کا  
مستحق ہے۔

۱۸۔ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم بقتل حویرث ابن  
لقیظ فی فتح مکہ وکانت  
مقن یؤذی رسول اللہ

و اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فتح مکہ کے موقع پر حویرث ابن  
لقیظ کو قتل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا  
یہ بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو

صلی اللہ علیہ وسلم - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچایا کرتے تھے -  
 البدایہ والنہایہ ص ۲۹۵  
 وقتلہ علی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
 کما فی اصح السیر ص ۲۶۴ - اس کو قتل کیا -  
 حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروکاروں کے لئے یہ کام بڑا اہم ہے -

۸ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ  
 اللہ عنہ قال قال رسول اللہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد  
 صلی اللہ علیہ وسلم من روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 سب نبیا قتل ومن وسم نے فرمایا جو کسی نبی کو بُرا کہے اُسے  
 سب اصحابہ جلد - قتل کر دیا جائے اور جو صحابہ کو بُرا  
 الصارم الملول ص ۹۲ نیز ص ۲۹۹ کہے اُسے کوڑے لگائے جائیں -  
 حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی  
 نبی کو بھی جو گالیاں دے گا یا بُرا کہے گا وہ قتل کا مستحق ہے اور جو صحابہ میں  
 کسی کو بھی بُرا کہے گا اسے کوڑے لگانا ہیں - حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کے نام لیوا صاحبان کو کان کھول کر سن لینا چاہیے اور سارے مسلمانوں کو -  
 ۹ عن ابی ہریرۃ السامی حضرت ابو ہریرہ سلمی رضی اللہ عنہ سے  
 قال کنت عند ابی بکر روایت ہے کہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے  
 فتغیظ علی رجل فاشتد پاس موجود تھا کہ وہ ایک آدمی پر  
 علیہ فقلت اُبت اُذن (کسی وجہ سے) غصہ ہوئے اس نے  
 لی یا خلیفۃ رسول اللہ حضرت ابو بکر کو بہت سخت باتیں کہیں  
 أن اُضرب عنقه قال میں نے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ



فأذهب كلمتي غضبه  
فدخل فارس إلى فقال  
ما الذي قلت آنفاً قلت  
أتأذن لي أن أضرب  
عنقه قال أكنت فاعلا  
لو امرتك قلت نعم  
قال لا والله ما كانت  
لبشر بعد محمد صلى  
الله عليه وسلم -

(جمع الفوائد : بحوالہ ابوداؤد  
ونسائی : ص ۸۵)

نیز ابوداؤد ص ۲ طبع نور محمد

اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس کی  
گردن مار دوں، میرے اتنے کئے ہی  
سے حضرت ابوبکرؓ کا قصہ ختم ہو گیا آپ  
اندر تشریف لے گئے پھر مجھے پیغام بھیج  
کہ اندر بلایا۔ میں حاضر ہوا تو فرمایا ابھی  
تم نے کیا جملہ بولا تھا؟ میں نے وہ جملہ  
دہرا دیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں  
اُس کی گردن مار دوں۔ حضرت ابوبکرؓ  
نے پوچھا اگر میں اجازت دیدیتا تو کیا  
تم یہ کر گزرتے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں!  
آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعد اب یہ کسی دوسرے کیلئے نہیں ہے۔“

ادھر کی حدیث میں صحابہ کو بُرا کہنے پر کوڑے مارنا آیا ہے قتل صرف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا یا گالی پر آیا ہے۔

”حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی  
ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس  
ایک آدمی کو لایا گیا جو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہتا ہے،  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور نرا اُسے  
قتل کیا اور پھر فرمایا جو اللہ تعالیٰ  
کو یا انبیاء میں سے کسی کو بُرا کہے اُسے  
قتل کر دو“

بنا وعن مجاهد قال أتی  
عمر برجل یسب رسول الله  
صلی الله علیه وسلم فقتله  
ثم قال عمر من سب  
الله أو سب احدا من  
الانبياء فاقتلوه -  
المصاحم المسلول  
(ص ۱۹ جلد ۲)

یہ صاف حکم ہے کہ جو اللہ تعالیٰ یا کسی رسول یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایذا اور بُرا کئے پر قتل ہے ۔

عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ أَتَى عَلِيٌّ بَزْنَادِقَهُ فَاحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمَ أَحْرَقَهُمْ لَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَعْذَبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ وَلَقَتَلْتَهُمْ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَن بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ ۚ (للبخاری واصحابہ اسنن جمع الفوائد ص ۱۷۷ ج ۱)

”حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس کچھ زندیقیوں کو لایا گیا تو حضرت علیؓ نے انہیں آگ میں جلا دیا جب یہ خبر حضرت عبداللہ ابن عباس کو ملی تو فرمایا اگر میں ہوتا تو ان کو آگ میں نہ جلاتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب کے ساتھ عذاب نہ دو ہاں میں ان کو قتل ضرور کرتا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو اپنے دین الہی کو تبدیل کرے اُسے قتل کر دو“

زندیق وہ منافق ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے کو مسلمان کہتے کہلاتے ہیں اور اندر سے کانر ہیں جیسے آج کل بہت لوگ ایسے ہی ہیں۔ ان کی سزا جلا نا تو نہیں ہے، قتل ہے ۔

مَنْ أَرَادَ عَن دِينِهِ فَاقْتُلُوهُ ۚ طَبَّ كُنْزِ الْعَالِ ص ۱۷۷ ج ۱

”جو اپنے دین الہی سے مرتد ہو اُسے قتل کر دو“

**حدیث :** کل مولود یولد علی الفطرۃ (ہر بچہ فطری والہی دین پر پیدا ہوتا ہے) توجب فطرت دین اسلام ہے، جو اس اپنے دین کو بدل دے وہ مرتد قتل ہے ۔

۱۳ من بدل دینہ فاقتلوه - ”جو اپنے دین (حنیف) کو تبدیل کرے  
(رحم خ) کنزالعمال ص ۲۳) اُسے قتل کر دو“

۱۴ ان من ابغض الخلق الی اللہ تعالیٰ لمن اثم کفر۔ سب سے زیادہ قابل نفرت وہ شخص ہے جس  
(طب) کنزالعمال ص ۲۳) نے ایمان لانے کے بعد پھر کفر کیا“

ایمان یعنی ہمیشہ ہمیشہ کی نجات کا تحفہ لینے کے بعد کفر کرتا ہے تو وہ اسلام  
کی توہین، اللہ اور رسول کی اور سارے مسلمانوں کی توہین اور اہانت کر  
رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی زمین میں رہنے سہنے کے بالکل لائق نہیں وہ تو  
ہر مرتد سے بدترین مرتد ہے۔

۱۵ من غیر دینہ فاقتلوه - ”جو اپنے دین (اسلام) کو بدلے  
(الشافعی) کنزالعمال ص ۲۳) اُسے قتل کر دو“

فطری دین کو بدل ڈالنے پر یہ حکم ہے اور احکام یقینی کو بدل ڈالنے  
کا بھی یہی حکم ہے۔ جو لوگ دوسرے قانون لے رہے ہیں اُن کی بھی یہ  
سزا ہے۔

۱۶ من رجع عن دینہ فاقتلوه - ”جو اپنے دین (اسلام) سے پھر جائے  
(حب) کنزالعمال ص ۲۳) اُسے قتل کر دو“

فطری دین سے لوٹ جانے پر یہی قتل کی سزا ہے۔ جو لوگ اسلامی قانون  
کو بدل کر غیر اسلامی قانون لاتے ہیں ان دونوں حدیثوں کی رو سے وہ بھی قابل  
سزائے عظیم ہیں۔

۱۷ اشتد غضب اللہ علی قوم کلموا وجہ رسول اللہ۔ ”اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا سخت غضب  
ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ زخمی کیا“  
(طب) کنزالعمال ص ۲۳) (۲۵)

جہاد میں ایسا کیا یا اُن کی بات و حکم کو توڑا جیسے آج کل احکام الہی کو توڑا جا رہا ہے ۔

۱۸ ان الله اختارني و «بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے (انسانوں میں سے) پسند کیا ہے اور میرے لئے صحابہ اور خسر و داماد کو پسند کیا اور کچھ آگے سے لوگ آئیں گے جو اُن کو بُرا کہیں گے اور اُن میں عیب نکالیں گے تم نہ اُن کے ساتھ بیٹھنا نہ اُن کے ساتھ کھانا پینا کرنا اور نہ اُن کے ساتھ نکاح وغیرہ کرنا ۔»

اختار لی اصحابی و اَصْهَارِی  
وَسَيَاتِي قَوْمِ يَسْتَوْنَهُمْ  
وَيَنْقُصُونَهُمْ فَلَا تُجَالِسُوهُمْ  
وَلَا تُشَارِبُوهُمْ وَلَا  
تُؤَاكِلُوهُمْ وَلَا تُلَاقُوهُمْ۔  
(رق عن انس)

کنز العمال ص ۱۳ ج ۶ ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دل کی گہرائیوں میں پیوست کرنے کی ضرورت ہے کہ آج کل ایسے لوگ بھی نظر آ رہے ہیں، کم بیش ہیں، ان سب سے قلبی قطع تعلق فرض ہے۔ ان کے ساتھ کھانا، پینا، بیٹھنا، اٹھنا شادی وغیرہ سب منع ہے ۔

۱۹ ان الله اختارني و اختار لی «یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے صحابہ کو پسند کیا اور میرے لئے خسر و داماد اور انصار کو پسند کیا جو اُن کے بارے میں میرے حق کی حفاظت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے گا اور جو اُن کے بارے میں مجھے اذیت دے گا اللہ تعالیٰ اُس کو اذیت دے گا ۔»

اصحاباً و اختار لی منهم  
اَصْهَارًا و الْانصَارَ اَفْضَن  
حَفَظْنِي فِيْهِمْ حَفَظَهُ  
اللّٰهُ و مِنْ اَذَانِيْ فِيْهِمْ  
اَذَاةَ اللّٰهِ ۔  
(خط عن انس رضی اللہ عنہ)

کنز العمال ص ۱۳ ج ۶ ۔

کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی ضرورت نہ ہو اور کون ہے جو کسی کو اللہ تعالیٰ کی دنیوی و اخروی اذیت سے بچا سکے، لہذا سب حضرات کو اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اپنے کو دنیا و آخرت میں تباہ ہونے سے بچا سکیں۔

بنا ان الله اختارني واختار لي اصحابا فجعل لي منهم وزراء واصهارا وانصارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا (طہک من عریم بن مرق) عبادت کو :-

”بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا اور میرے لئے صحابہ کو چنا اور ان صحابہؓ میں سے میرے وزراء، خسر و داماد اور انصار بنائے جو اُن کو گالی دے گا اُس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور لوگوں کی طرف سے لعنت اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن نہ توبہ قبول کرے گا نہ فدیہ کو اور نہ ولا عدلا (طہک من عریم بن مرق) عبادت کو :-“

کنز العمال ص ۱۳ ج ۶ -

صرفا وعدلا ای توبہ و فدیہ - مجمع بحار الانوار ص ۲۳ -

## فضل ازواجہ علیہ السلام رضی اللہ عنہن

ازواج مطہرات کے متعلق پہلے توبہ آیت پڑھیے :-

”اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے نبی کے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھو اور تم کو پاک صاف رکھے“

اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا - (سورۃ احزاب)

جن کی پاکیزگی اور طہیب اور طاہر ہونے کی شہادت خود اللہ تعالیٰ دے

رہے ہیں۔ آپ خیال کیجئے کہ ان کے متعلق کچھ بُرا کہنے والا اللہ تعالیٰ کے ارشاد کو جھٹلا رہا ہے تو غور کیجئے کیا اس میں اسلام کی کوئی رتق باقی ہوگی کیا وہ مسلمان رہ سکے گا کیا سزا کے تحت سے بچ سکتا ہے ؟

۲۱ خیار کم خیار کم لفسائی۔ ”تم میں سے بہترین وہ ہیں جو میری عورتوں کے حق میں بہترین ہو۔“  
کنز العمال ص ۲۶۶ ج ۶

ازواج مطہرات کو طیب و طاہر ماننے والا ہی خیر ہو سکتا ہے ان میں کسی قسم کا شبہ بھی پیدا کرنے والا اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہوگا۔

۲۲ لن یجنو علیکن بعدی الا ”تم پر میرے بعد صرف نیک لوگ ہی الصالحون وفی روایۃ  
الصابرون۔“

(کنز العمال ص ۲۳۱، ۲۳۲ ج ۶)

یہ پیشین گوئی صاف بتا رہی ہے آوارہ و بدکردار لوگ بکواس کیا کریں گے۔ صرف نیک اور صابر ہی میرے بعد تم پر شفقت کریں گے۔

۲۳ ان الذی یجنو علیکن بعدی ”میرے بعد تم پر جو شفقت کرے گا  
لہو المصدق البار قال وہی سچا اور نیک ہوگا۔“  
لاذواجہ کنز العمال ص ۲۶۶

غور کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سچے اور نیک ہونے کا معیار کیا ہے۔

۲۴ ان فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثمید علی سائر الطعام۔ (تہذیب السنن)  
”عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت باقی خواتین پر ایسی ہی ہے جیسے  
ثرید کی فضیلت باقی تمام کھانوں پر۔“  
کنز العمال ص ۲۳۲ ج ۶

دنیا و آخرت کی تمام عورتوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وہ فضیلت حاصل ہے جو سب کھانوں پر خرید کو (عرب کا مرغوب ترین کھانا ہے) سب کھانوں پر۔“

۲۵۔ احب النساء الى عائشة ”عورتوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ومن الرجال ابوہا۔ عائشہؓ ہیں اور مردوں میں اُن کے (وقت عن عمرو بن العاص) والد (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سب سے (تہ عن انس) کنز العمال ص ۳۲۴ (محبوب ہیں۔“

غور کیجئے کہ اللہ و رسولؐ کے بعد عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب حضرت عائشہؓ اور مردوں میں اُن کے والد، چونکہ قاعدہ ہے دوست کا دوست، دوست ہوتا ہے (حبیب الی قلبی حبیب حبیبی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حبیب اور یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حبیب تو دونوں اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔

۲۶۔ عائشة زوجتی فی الجنة۔ عائشہؓ جنت میں میری زوجہ کنز العمال ص ۲۲۴ ۶۳۔ ہوں گی۔“

دنیا و آخرت میں جن کو یہ اعزاز حاصل ہے تو وہ کون قرار پائے گا جو اُن سے نفرت کرے۔

۲۷۔ هذا جبرئیل یقرئک ”اے عائشہؓ! یہ جبرئیل تمہیں سلام السلام۔ کنز العمال ص ۲۲۴ کہہ رہے ہیں۔“

تمام فرشتوں میں سے افضل فرشتہ تمام انبیاء پر وحی لانے والے فرشتہ نے جن کو سلام کیا وہ کیا ہوں گی۔

۲۸۔ وان الله جمیع بیسی و ”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وصال نبویؐ کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرے ادر حضور بین دیتے۔“

صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب اطہر کو جمع فرمایا تھا اُسواک کا واقعہ وصال اطہر کے وقت کا معروف ہے)۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بیوہ ہونے کے بعد ان کے والد حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے نکاح کرنے کا ارادہ ظاہر کیا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عثمانؓ کی شکایت بارگاہ نبویؐ میں کی تو آپؐ نے فرمایا :-

۲۹؎ تزوج حفصة خیر من عثمان ویتزوج عثمان خیرا من حفصة فزوجه النبی صلی اللہ علیہ وسلم

”حفصہؓ سے وہ شادی کرے گا جو عثمانؓ سے بہتر ہوگا اور عثمانؓ ایسی خاتون سے شادی کریں گے جو حفصہؓ سے بہتر ہوگی“

ابنتہ۔ (کنز العمال صفحہ ۲۳۳ ج ۶)

جن کی بہتری حضورؐ فرمائیں ان کو کسی قسم کا عیب لگانا خالص جھوٹ اور مکاری نہیں تو کیلئے۔

۳۰؎ قال لی جبریل راجع حفصة فانها صوامۃ قوامۃ فانها زوجتک فی الجنة رکعت انس وحن قیس بن زید

”مجھے جبریلؑ نے کہا کہ حفصہؓ سے رجوع کر لیجئے کیونکہ وہ بہت روزہ دار اور بہت قیام اللیل کرنے والی ہیں اور یہ جنت میں آپؐ کی زوجہ ہوں گی“

(کنز العمال صفحہ ۲۶۶ ج ۶)

جبریلؑ علیہ السلام بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے کچھ نہیں کہہ سکتے تو جن کو اللہ تعالیٰ بواسطہ جبریلؑ روزوں والی بات کی عبادت والی فرمائیں ان کی شان میں گالیاں پیش کرنا اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہنا ہوگا۔ غور کیجئے کتنا سخت جرم ہے۔



۳۱ من سب احدا من اصحابی ” جو میرے صحابہ میں سے کسی کو بُرا کہے  
 فعلیہ لعنة الله - دشمن  
 عطاء مرسلہ کنز العمال ص ۳۶

۳۲ من سب احدا من ” جو میرے صحابہ میں سے کسی کو گالی  
 اصحابی فاجلد و ۵ -  
 دے اُسے کو ڈے لگاؤ۔  
 (ابوسعید) کنز العمال ص ۳۶ -

یہ حدیث اور سہ والی حدیث، صحابہ کرام کو بُرا کہنے پر جو بتا رہی ہیں  
 وہ ہر حکومت کا فرض ہے، جو حکومت نہیں کرتی وہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی مجرم ہے۔

۳۳ عن ابي سعيد الخدري قال ” فرمایا میرے صحابہ کو بُرا مت کہو کیونکہ  
 قال النبي لا تسبوا اصحابی اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر  
 فلو ان احدكم اُنْفَقَ مثل سونا خرچ کر لے تو بھی صحابہ میں سے  
 اُحد ذہباً ما بلغ مِذا حِمْ ا یک مَد (۶۸ تولے) تو کیا اس کے  
 ولا نصيفه - يتفق عليه شوكه ۵۵ اُدھے کے برابر بھی نہ پہنچے گا۔“

مفسر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بُرا کہنا حرام قابلِ سزا ہے کیونکہ ان کا  
 مرتبہ بے حد بلند ہے تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر خیرات کرے تو صحابی  
 کے ایک مَد کے برابر بھی نہیں ہوتا اور ثواب خلوص دل سے بڑھتا ہے تو ان  
 میں سے ہر ایک کا خلوص دوسرے سے اتنا بڑھا ہوا ہے۔ سوچئے ان کو بُرا  
 کہنے والوں کا عذاب کتنا ہوگا؟

۳۴ عن جابر رضي الله عنه قال ” حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت  
 رأيت رسول الله صلى الله عليه ہے کہتے ہیں کہ میں نے عرفہ والے دن  
 وسلم في حجة يوم عرفه حجة الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ

وہو علی ناقتہ القصواء  
یخطب فسمعتہ یقول یا  
ایہا الناس انی ترکت فیکم  
ما ان اخذتم بہ لن  
تضلوا کتاب اللہ وعترتی  
اہل بیتی۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۵۵)

صلی اللہ علیہ وسلم کو قصویٰ اونٹنی پر سوار  
دیکھا آپ خطبہ دے رہے تھے، میں نے  
آپ کو یہ فرماتے سنا کہ اے لوگو! میں  
نے تم میں وہ کچھ چھوڑا ہے کہ اگر تم اسے  
تھامے رکھو تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے :-  
کتاب اللہ اور میرا کنبہ میرے اہل بیت :-

گناہ اور گمراہی سے بچانے والی دو چیزیں ہیں قرآن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد و اہل بیت (ازواج) ان کی توہین ایسی ہے جیسے قرآن کی توہین -

۳۵ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما « حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے  
قال قال رسول اللہ صلی اللہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
علیہ وسلم اذا رأیتہم الذین نے فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو  
یسبتون اصحابی فقولوا لہم میرے صحابہ کو برا کہہ رہے ہوں تو یہ  
لعنة اللہ علی شترکم - کہہ دیا کرو تم (دونوں فریقوں) میں سے  
رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص ۵۵ جو برا اُس پر اللہ کی لعنت :-

صحابہ (مرد ہوں یا عورت) جو اُن کو برا کہے اس کو یہ جواب دینا ہے کہ  
ان میں سے تم میں سے جو بد ہو، اُس پر خدا کی لعنت اور ظاہر ہے کہ برا کہنے والا  
بد ہے تو اس پر لعنت کی ہر مسلمان کو دُعا کرنی ہے -

۳۶ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما « رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کہ وہ تمہیں  
اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ طرح طرح کی نعمتوں سے غذا پہنچاتا ہے  
بما یغذوکم من نعمۃ اور مجھ سے محبت کرو واللہ تعالیٰ کی  
واحبتونی لمحبت اللہ واحبتوا محبت کی وجہ سے اور میرے اہل

اہل بیعتی لختی - بیت سے محبت کرو، میری محبت

(ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۳) کی وجہ سے "۔

مشہور قاعدہ دوست کا دوست، دوست ہوتا ہے بقول متینی ۷

حبیب الی قلبی حبیب حبیبی

یعنی محبوب کا محبوب میرے دل کا محبوب ہے۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو اُن کے تمام دوستوں سے محبت

لازم ہے۔ ان دوستوں، عزیزوں کو بُرا کہنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

۳۷ عن عبد اللہ بن مغفل رضی "ڈرو اللہ سے، ڈرو اللہ سے، ڈرو اللہ سے

اللہ عنہ قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اللہ

اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم

غرضا من بعدی فمن

اجتہم فبحبی اجتہم و

من البغضہم فببغضی

أبغضہم ومن آذاہم

فقد آذانی ومن آذانی فقد

آذی اللہ ومن آذی اللہ

فیوشک أن یاخذک۔

ترمذی۔ مشکوٰۃ ص ۵۴

غور کیجئے حضورؐ کے صحابہؓ سے کینہ اور بُرا کہنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت

دینا ہے اور حضورؐ کو اذیت دینا اللہ تعالیٰ کو اذیت دینا ہے اور اللہ تعالیٰ

کو جوازیت دے گا تو قریب ہے کہ اُس کی پکڑ ایسی ہو کہ پھر دُنیا و آخرت میں  
ٹھکانہ نہ ہوگا۔

۳۵ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
علیہ وسلم اصحابی کالنجوم میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں اُن  
نباتہم اقتدیتم اقتدیتہم میں سے جس کی تم اقتدار کرو گے ہدایت  
زین - مشکوٰۃ ص ۵۵۵ پا جاؤ گے“

صحابی وہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بار بھی ملاقات ہو گئی چاہے اُس نے دیکھا  
بھی نہ ہو جیسے اندھا، اس ایک ملاقات سے وہ صحابی ہو گیا مرد ہو، عورت  
ہو، بچہ ہو، بڑا ہو، اولاد الراج میں سے ہو۔ اس کیمیاوی ملاقات سے  
وہ ہادی و مقتدائے قوم بن جاتا ہے۔ اس کو بُرا کہنے والا اپنی دُنیا و آخرت  
کی تباہی کو دیکھے۔

۳۶ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ”فرمایا میرے صحابہ کی عزت کرو کیونکہ  
علیہ وسلم اکرموا اصحابی وہ تم میں سب سے بہتر ہیں پھر وہ اُن  
فانہم خیارکم ثم الذین کے قریب ہیں (یعنی تابعین) پھر وہ  
یلونہم ثم الذین یلونہم اُن کے قریب ہیں (یعنی تبع تابعین)  
ثم ینظہر الکذب - (الحديث) پھر جھوٹ پھیل جائے گا“

مشکوٰۃ ص ۵۵۵

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صدی، صحابہ کی صدی، تابعین کی صدی خیر ہی  
میر ہے۔ ان کے لوگوں کو بُرا کہنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر کہنے کا منکر  
ہے اس سے کفر تک کا اندیشہ ہے۔ فرمایا پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔ اس کی  
دلیل ہے کہ تین صدیاں جھوٹ کے پھیلنے سے محفوظ ہیں اس لئے اُن کے بعد کا  
اجتہاد بھی معتبر نہیں ہے۔

مَنْ خَيْرَ امْتَنَ قَرْنِ ثَمَ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثَمَ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ - (الحديث) متفق عليه مشكاة ۴۵  
 ”میری اُمت کا بہترین میری صدی ہے پھر وہ لوگ جو اُس کے متصل ہیں“ (یعنی تیسری صدی والے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی  
 کرنے والے کے کفر اور اُس کی سزائے قتل  
 کے بارے میں علماء اُمت کا اجماع

معتبر و مستند کتابوں سے دس حوالے

۱۔ وفي الميزان الكبير للشعراني: ”امام شعرانی فرماتے ہیں :-  
 الردة وهي قطع الاسلام نية أو قول كفر أو فعل وقد اتفق الاثمة على أن من ارتد عن الاسلام وجب قتله وعلى ان قتل الزنديق واجب و هو الذي يترك الكفر ويتظاهرا بالاسلام وعلى أنه اذا ارتد او كما مطلب یہ ہے کہ اسلام کو نیتاً یا کلمہ کفریہ یا فعل کفر کے ذریعہ سے ختم کر دینا۔ اور ائمہ کا اتفاق ہے کہ جو اسلام سے مرتد ہو جائے اس کا قتل کرنا واجب ہے اور اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ زندیق کا قتل کرنا واجب ہے جو بظاہر اپنے کو مسلمان کہتا ہو اور حقیقتاً کافر ہو۔ اور اس بات پر بھی

اتفاق ہے کہ اگر کسی بستی والے مرتد ہو جائیں تو ان سے قتال کیا جائے گا اور ان کے اموال مالِ غنیمت سمجھے جائیں گے، یہ وہ متفقہ مسائل ہیں جو مجھے ملے ہیں۔“

صحیح بخاری کے مشہور شارح جلیل القدر محدث حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی اپنی کتاب فتح الباری میں لکھتے ہیں :-  
ابن المنذر نے اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اُسے قتل کرنا واجب ہے ائمہ شوافع کے معروف امام ابو بکر الفارسی نے اپنی کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تہمت کے ساتھ بُرا کہے اُس کے کافر ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے تو بہ کر لے تو بھی اس کا قتل ختم نہ ہوگا کیونکہ قتل اس کے تہمت لگانے کی سزا ہے اور تہمت کی سزا تو بہ سے ساقط نہیں ہوتی۔  
قَالَ لَمْ يَلِغْ لِي فِيهِ اس کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ کُفر گالی کی وجہ سے تھا تو دوبارہ اسلام قبول کرنے سے قتل

ارتداد اہل قریۃ بالذین قوتلوا وصارت اموالهم غنیمۃ وهذا ما وجدته من مسائل الاتفاق -

۲۔ وَفِي فَتْحِ الْبَارِي شَرْحُ الْبُخَارِيِّ لِلْحَافِظِ ابْنِ حَجَرٍ ص ۲۳۶ ج ۱۲ -

وقد نقل ابن المنذر الاتفاق على ان من سب النبي صلى الله عليه وسلم صريحا وجب قتله ونقل ابو بكر الفارسي احد ائمة الشافعية في كتاب الاجماع ان من سب النبي صلى الله عليه وسلم بما هو قذف صريح كفر بالاتفاق العلماء فلوقاب لم يسقط عنه القتل لان حد قذفه القتل وحد القذف لا يسقط بالتوبة - وخالفه القفال

وقال كفر الكفر بالسب  
 فيسقط القتل بالاسلام  
 وقال صيد لا في يزل  
 القتل ويجب حد القذف  
 وَضَعْفُهُ اِنْ مَامَ فَاِنْ  
 عَرْضَ فَقَالَ الخطابي لا  
 اعلم خلافا في وجوب قتله  
 اذ اكان مسلما وقال ابن  
 بطلال اختلف العلماء  
 فيمن سب النبي صلى الله  
 عليه وسلم فاما اهل  
 المجهد والذمة كاليهود  
 فقال ابن القاسم عن  
 مالك يقتل الا اُن  
 يسلم واما المسلم فيقتل  
 بغير استتابة ونقل  
 ابن المنذر عن الليث  
 والشافعي وأحمد واسحاق  
 مثله في حق اليهودي و  
 منجوع ومن طريق الوليد  
 بن مسلم عن اوزاعي و  
 مالك في المسلم ردة

ساقط ہو جائے گا۔ صید لانی کا قول  
 یہ ہے کہ قتل تو ساقط ہو جائے گا مگر  
 حد قذف جاری ہوگی۔ مگر امام نے اس  
 قول کو ضعیف قرار دیا ہے۔ یہ تو مرجع  
 تہمت کا حکم تھا اگر تعریضا یعنی اشارۃ  
 و کنایۃ۔ برا کہا تو خطابی کا قول ہے  
 کہ اگر یہ برا کہنے والا مسلمان تھا تو  
 اس کے قتل کے واجب ہونے میں مجھے  
 کسی کے اختلاف کا علم نہیں۔ ابن بطلال  
 کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی  
 دینے والے کے بارے میں علماء کا  
 اختلاف یہ ہے کہ ذمیوں نے اگر ایسا  
 کیا تو ابن القاسم کی روایت کے  
 مطابق امام مالکؒ نے فرمایا اگر اسلام  
 نہ لائے تو قتل کر دیا جائے۔ باقی مسلم  
 ایسا کرے تو بغیر توبہ طلب کئے اسے  
 قتل کر دیا جائے اور ابن المنذر نے  
 لیث بن سعد، امام شافعیؒ، امام احمد بن  
 حنبل اور امام اسحاقؒ سے یہودی وغیرہ  
 کے بارے میں یہی فتویٰ نقل کیا ہے  
 اور ولید بن مسلم کی روایت کے مطابق  
 امام اوزاعیؒ اور امام مالکؒ کا مذہب

یستتاب منها وعن الکوفین  
اذکان ذمیا عزروا ان  
کان مسلماً فہی ردۃ -  
فتح الباری ص ۱۳۱ وفيہ ایضاً  
واحتج الطحاوی لاصحابہم  
بحديث الباب وایدک بأن  
هذا الكلام لو من مسلم کان رقة ۷۳۶  
۲۲ و فی خلاصۃ الفتاوی :

وفی المحيط من شتم  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
واہانہ أو عابہ فی امر  
دینہ او فی شخصہ أو فی  
وصف من أوصاف ذاتہ  
سواء کان الشاتم مثلاً  
من امتہ او غیرہا و  
سواء کان من أهل الکتاب  
أو غیرہ ذمیا کانت أو  
حربیا، سواء کان الشتم  
أو الاہانۃ أو العیب  
صادرًا عنہ عمدًا أو سہوًا  
أو غفلةً أو جذاً أو ہزلاً

یہ ہے کہ مسلمان ایسا کرے تو مرتد ہو  
جائے گا (جس کی سزا قتل ہے) اور  
اُسے توبہ کرنے کو کہا جائے گا اور علماء  
کوفیین کا مذہب یہ ہے کہ اگر وہ ذمی  
ہے تو اُس کی سزا تعزیر ہے اور اگر  
مسلمان ہے تو یہ ارتداد ہے (اور اس  
کی سزا قتل ہے) علامہ طاہر بخاری اپنی کتاب خلاصۃ الفتاوی  
میں لکھتے ہیں :-

”محیط میں ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کو گالی دے، آپ کی اہانت کرے  
آپ کے دینی معاملات یا آپ کی  
شخصیت یا آپ کے اوصاف میں سے  
کسی وصف کے بارے میں عیب جوئی  
کرے، چاہے گالی دینے والا آپ کی  
امت میں سے ہو اور خواہ اہل کتاب  
وغیرہ میں سے ہو، ذمی ہو یا حربی،  
اور خواہ یہ گالی، اہانت اور عیب  
جان بوجھ کر ہو یا سہوًا اور غفلت کی  
بنار پر، نیز سنجیدگی کے ساتھ ہو یا  
مذاق سے ہر صورت میں ہمیشہ کے لئے  
یہ شخص کافر ہو گا اس طرح کہ اگر توبہ



فقد كفر خلوداً. بحيث ان تاب  
لم يقبل توبته ابداً عند الله  
ولا عند الناس وحكمه في  
الشرعية المطهرة عند  
المتأخرين المجتهدين اجماعاً  
وعند المتقدمين القتل قطعاً  
ولا يداهن السلطان ونايبه  
في حكم قتله -

(علامہ الفتاویٰ ص ۶۷)

مک وفي رحمة الامة للشيخ  
الدامي الشافعي :

الردة هي قطع الاسلام  
بقول أو فعل أو نية اتفق  
الائمة على ان من  
ارتد عن الاسلام وجب  
عليه القتل ثم اختلفوا  
هل يتحتم قتله في الحال  
أم يؤت على استتابته  
وهل استتابته واجبة  
او مستحبة واذا استتيب  
فلم يتب هل يمهل أم لا  
فقال أبو حنيفة لا تجب

کرے گا تو بھی اس کی توبہ نہ عند اللہ  
مقبول ہے اور نہ عند الناس - اور  
تمام متقدمین اور تمام متأخرین و  
مجتہدین کے نزدیک شریعت مطہرہ  
میں اُس کی قطعی سزا قتل ہے - حاکم  
اور اس کے نائب پر لازم ہے کہ  
وہ ایسے کے قتل کے بارے میں ذرا  
سی نرمی سے بھی کام نہ لے ۔“

شیخ دمشقی شافعی رحمۃ الامتہ علیہ  
لکھتے ہیں :-

”ارتداد، اسلام کو نیتاً یا قولاً یا فعلاً ختم  
کر دینے کا نام ہے اور ائمہ کا اتفاق  
ہے کہ جو اسلام سے مرتد ہو اس کا  
قتل واجب ہے البتہ اختلاف اس میں  
ہے کہ فوراً قتل کیا جائے گا یا توبہ کرنے  
کی مہلت دی جائے گی - اور اختلاف  
اس میں ہے کہ توبہ کرنے کے لئے کہنا  
واجب ہے یا صرف مستحب، اور اگر توبہ  
کروانے کے باوجود توبہ نہ کرے تو  
کیا مزید مہلت دی جائے گی یا نہیں؟  
امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اسے توبہ

استتابہ ویقتل فی الحال

إلا أن یطلب إلا مهال -

(ص ۱۳ ج ۲)

۵ وقال ابن تیمیہ :

کے لئے کہنا واجب نہیں ہے بلکہ فوراً  
اسے قتل کر دیا جائے گا۔ الا یہ کہ وہ خود  
مہلت طلب کرے۔“

ابن تیمیہؒ اپنی معروف کتاب الصارم  
السلول میں لکھتے ہیں :-

وعن مجاهد قال اتی عمر

برجل یسب رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم فقتلہ ثم

قال عمر من سب اللہ أو

سب احدا من الانبیاء

فاقتلوا هذا مع أن سیرتہ

فی المرتد انه یستتاب

ثلاثا ویطعم کل یوم رغیفا

لعلہ یتوب فاذا امر

بقتل هذا من غیر استتابۃ

علم ان جرمہ اغلظ عندہ

من جرم المرتد المجرد

فیکون جرم سابع من

أهل العهد أغلظ من جرم

من اقتصصر علی نقض

العهد ولا سیما وقد

أمر بقتلہ مطلقا من غیر

”حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے کہ حضرت  
عمر فاروقؓ کے پاس ایک ایسے شخص کو  
لایا گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو  
برا کہہ رہا تھا، حضرت عمرؓ نے اُسے قتل  
کرنے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا جو اللہ تعالیٰ  
یا انبیاء میں سے کسی کی شان میں گستاخی  
کرے اُسے قتل کر دو۔ یہ بات قابل  
غور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ  
مرتد کے بارے میں یہ رہا ہے کہ اسے  
تین دن تک توبہ کے لئے کہا جائے  
اور ہر روز ایک روٹی بطور غذا اُسے  
دی جاتی رہے تاکہ شاید وہ توبہ کر  
لے (اور اُس کی جان بچ جائے)  
لیکن اس گستاخی کرنے والے کو حضرت  
عمرؓ نے توبہ طلب کئے بغیر قتل کرنے  
کا حکم دیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ  
اس کا جرم عام مرتد سے کہیں زیادہ

ثَنِيَا وَكَذَلِكَ الْمَرْأَةُ الَّتِي سَبَتْ  
 الشَّيْءَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَهَا  
 خَالِدُ بْنُ وَلِيدٍ وَلَمْ يَسْتَتِبْهَا دَلِيلٌ  
 عَلَى أَنَّهَا لَيْسَتْ كَالْمَرْتَدَّةِ الْمَجْزُوعَةِ  
 وَكَذَلِكَ حَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمَةَ  
 لَمَّا حَلَفَ لِيَقْتُلَنَّ ابْنَ يَامِينَ  
 لَمَّا ذَكَرَ أَنَّ قَتْلَ ابْنِ الْأَشْرَفِ  
 كَانَ غَدْرًا وَطَلَبَهُ لِقَتْلِهِ بَعْدَ  
 ذَلِكَ مَدَّةَ طَوِيلَةٍ وَلَمْ يَنْكُرِ  
 الْمُسْلِمُونَ ذَلِكَ عَلَيْهِ مَعَ أَنَّهُ  
 لَوْ قَتَلَهُ لَمَجَرَّدُ الرَّدَّةِ لَكَانَ  
 قَدْ عَادَ إِلَى الْإِسْلَامِ بِمَا أَتَى  
 بِهِ بَعْدَ ذَلِكَ مِنَ الشَّهَادَتَيْنِ  
 وَالصَّلَاةِ وَلَمْ يَقْتُلْ حَتَّى  
 يَسْتَتَابَ ، وَكَذَلِكَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ  
 فِي الَّذِي يَرْمِي أَمَهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ  
 إِنَّهُ لَا تَوْبَةَ لَهُ نَعَى فِي هَذَا  
 الْمَعْنَى وَهَذِهِ الْقَضَايَا وَ  
 قَدْ اشتهرت وَلَمْ يَبْلُغْنَا  
 أَنْ أَحْذَا أَفْكَرَ شَيْئًا مِمَّنْ  
 ذَلِكَ -

(الصارم المسلول ص ۴۱۹)

سخت ہے۔ اسی طرح وہ ذمی جو گستاخ  
 ہو اس کا جرم اس عام ذمی سے کہیں  
 زیادہ بڑھا ہوا ہے جو سخت ہے۔  
 اسی طرح وہ ذمی جو گستاخ ہو اس کا  
 جرم اس عام ذمی سے کہیں زیادہ  
 بڑھا ہوا ہے جو صرف عہد توڑنے  
 کا مرتکب ہوا ہو۔ یہ بات پیش نظر  
 رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 نے بلا کسی استثناء کے اسے قتل کرنے  
 کا حکم دیا تھا۔ اسی طرح وہ عورت  
 جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں  
 گستاخی کرتی تھی حضرت خالد بن الولید  
 اس سے بغیر توبہ طلب کئے اسے قتل  
 کیا۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ایسی  
 عورت عام مرتدہ کی طرح نہیں ہے۔  
 اسی طرح محمد بن مسلمہ کہ جب انہوں نے ابن یامین  
 کو قتل کرنے کی قسم کھائی اور ایک عرصہ تک  
 اس کو قتل کرنے کی جستجو اور تلاش میں  
 لگے رہے تو مسلمانوں نے ان پر کوئی اعتراض  
 نہیں کیا حالانکہ اگر محض ارتداد ہی و قتل  
 ہوتا تو وہ اسلام لاکر کلمہ شہادت پڑھ چکا  
 تھا اور نمازیں ادا کر رہا تھا تو بغیر توبہ طلب

کئے اسے قتل کرنا جائز نہ ہوتا۔ اسی طرح جو شخص اہل الفتن پر تہمت لگائے، اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ قول کہ ایسے شخص کی کوئی توبہ نہیں، درحقیقت ہمارے مضمون کی تصریح ہے۔ بہر حال یہ واقعات مشہور ہیں اور ہمیں ایک شخص کے بارے میں بھی علم نہیں کہ اُس نے ان میں سے کسی بات پر اعتراض کیا ہو۔

۶۔ وَفِي فَتْحِ الْمُقَدِيرِ لَا بِنِ  
الْهَمَامِ بَلْ صَبَّ ابْغَضَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِقَلْبِهِ كَانَ مَرْتَدًا فَالْتَابَ  
بِطَرِيقِ الْأُولَى ثُمَّ يُقْتَلُ  
هَذَا عِنْدَنَا فَلَا تَعْمَلُ تَوْبَتَهُ  
فِي إِسْقَاطِ الْقَتْلِ قَالُوا  
هَذَا مَذْهَبُ أَهْلِ الْكُوفَةِ  
وَمَالِكٍ وَنَقَلَ عَنْ  
أَبِي بَكْرٍ الْهَدْيِيِّ وَكَ  
فَرَّقَ بَيْنَ أَنْ يَجِئَ تَائِبًا  
مِنْ نَفْسِهِ أَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ  
بِذَلِكَ بِخِلَافِ غَيْرِهِ مِنْ  
الْمَكْفُرَاتِ فَإِنْ انْكَارَ  
فِيهَا تَوْبَةً وَرَدَّ تَعْمَلَ الشَّهَادَةُ  
مَعَهُ حَتَّى قَالُوا يُقْتَلُ وَإِنْ

علامہ ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں :- اگر کوئی شخص قتلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھے تو وہ کافر و مرتد ہے تو گالی دینے والا بطریق اولیٰ مرتد ہو گا۔ پھر ہمارے دو یعنی احناف کے نزدیک اسے بطور منرا قتل کیا جائے گا اس کی توبہ قتل کے اسقاط میں مؤثر نہ ہوگی۔ علامہ نے لکھا کہ اہل کوفہ اور امام مالکؒ کا یہی مذہب ہے اور یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے چاہے بعد میں وہ خود توبہ کر کے عدالت میں آیا ہو یا اس کے خلاف گواہیوں سے یہ مجرم ثابت ہوا ہو۔ یہ گالی کا مسئلہ دوسرے مکفرات سے مختلف ہیں۔ کیونکہ وہاں انکارِ عہدِ توبہ کے قائم مقام ہے تو شہادت بے کار ہو جاتی ہے۔ علماء نے

سب سکران ولا يعفى  
عنه ولا بد من تقييده  
بما اذا كان سكره بسبب  
مرحطور باشره مختارا  
بلا اكراه و ان فهو كالمجنون  
وقال المخطا بي لا أعلم احدا  
خالف في وجوب قتله  
واما مشله في حقه تعالى  
فتعمل توبته في  
اسقاط قتله -

(فتح القدير ص ۳۳ ج ۵)

یہاں تک فرمایا کہ گالی دینے والا نشہ میں  
ہو تب بھی قتل کیا جائے گا اور معاف  
نہیں ہوگا لیکن ہمارے خیال کے مطابق  
نشہ میں یہ قید ہونی چاہیے کہ اس کا نشہ  
کسی ایسی ممنوع چیز کی وجہ سے ہو جو بلا اکراہ  
اپنے خیال سے اُس نے استعمال کی ہو۔  
اگر ایسا نہ ہو تو پھر اس کا حکم پاگل کا  
سا ہوگا۔ خطابی کا قول ہے کہ میں کسی ایسے  
شخص کو نہیں جانتا جس نے بدگوئی کے قتل  
کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو۔  
اور اگر یہ بدگوئی اللہ تعالیٰ کی شان میں  
ہو تو ایسے شخص کی توبہ سے اس کا قتل  
معاف ہو جائے گا۔

ابن نجیم بحر الرائق میں تحریر کرتے ہیں:-  
» چند مسائل اس سے مستثنیٰ ہیں پہلا وہ  
الرداء جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا  
کہنے سے ہو۔ فتح القدير میں ہے کہ جو  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قلباً  
نفرت کرے وہ مرتد ہے تو گالی دینے  
والا بطریق اولیٰ مرتد ہے۔ پھر ہمارے  
نزدیک اس گالی کے جرم کی سزا قتل ہے  
اور اس کی توبہ اس کے قتل کی معافی میں

کے وقال ابن نجيم :-

ويستثنى منه مسائل اولي  
الرداء بسببه صلى الله عليه  
وسلم قال في فتح القدير  
كل من ابغض رسول الله  
صلى الله عليه وسلم لقلبه  
كان مرتداً فالسبب بطريق  
الاولى ثم يقتل حداً عندنا  
فلا تقبل توبته فاستقاط

القتل قالوا هذا مذهب  
 اهل الكوفة ومالك ونقل  
 عن ابى بكر الصديق رضي الله عنه  
 قال المخطا لا اعلم احدا  
 خالف في وجوب قتله و  
 اما مثله في حقه تعالى  
 فتقبل توبته في اسقاط  
 قتله - وَعَلَلَهُ الْبَازِي  
 بانه حق تعلق به حق العبد  
 فلا يسقط بالتوبة كسائر  
 حقوق الادميين وكحد  
 القذف لا يزول بالتوبة  
 وصرح بان سب واحد  
 من الانبياء كذلك -  
 (ص ۱۲۶ ج ۵)

۵۔ وفي الفتاوى الخيرية :-

سئل - في شقي لعن نبی اللہ  
 ابراہیم علیہ السلام فما  
 یترتب علیہ - وهل اذا  
 جاء تائباً من قبل نفسه  
 راجعاً مما قال يدفع عنه

مؤثر نہ ہوگی۔ علماء نے فرمایا کہ اہل کوفہ  
 اور امام مالک کا یہی مذہب ہے اور  
 یہی حضرت ابو بکر صدیق سے منقول ہے۔  
 خطاب کا قول ہے کہ مجھے علم نہیں کہ کسی  
 نے ایسے شخص کے قتل کے وجوب میں  
 اختلاف کیا ہو۔ البتہ حق تعالیٰ کی شان  
 میں ایسا کرنے والے کی توبہ اس کے قتل  
 کی معافی میں مؤثر ہوگی۔ بزازؒ نے  
 اس کی سخت بیان کرتے ہوئے لکھا  
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی  
 کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور حق  
 العبد توبہ سے معاف نہیں ہوتا جیسے  
 تمام حقوق العباد۔ اور جیسا کہ حد قذف  
 (تمت کی منرا) توبہ سے ختم نہیں ہوتی بزازؒ نے  
 اس کی بھی تصریح کی کہ انبیاء میں سے  
 کسی ایک کو بُرا کہنے کا یہی حکم ہے ؟  
 فتاویٰ خیرہ میں ہے : (سوال)

”ایک بد بخت نے نبی اللہ حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام پر لعنت کی تو اس کا کیا  
 حکم ہے ؟ اگر وہ خود تائب ہو کر آجائے  
 اور جو کچھ کہا تھا اس سے رجوع کر لے  
 تو کیا اس سے ارتداد کی منرا ختم ہو

موجب الردۃ الّدی هو القتل  
وما المحکم فیہ ؟  
اجاب : یقتل حدًا ولا  
توبة له أصل ففی البرزخیۃ  
وخیروها من کتب الفتاوی  
واللفظ لهما الوارد والعیاذ  
باللہ تعالیٰ تحریر امرأتہ  
ویجدد النکاح بعد  
اسلامہ ویعید الحج  
ولیس علیہ اعادة الصلّٰۃ  
والصوم کالکافر الاصلی  
ان اذ است رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم أو  
واحدًا من الانبیاء علیہم  
الصلّٰۃ والسلام فانه یقتل  
حدًا ولا توبة له أصل  
سواء کان بعد القدرۃ علیہ  
بالشہادۃ او جاء تائبًا  
من قبل نفسه کالمتزندق  
فانه حدوجب فلا یسقط  
بالتوبة ولا یتصور فیہ خلا  
لحد لانه حق تعلق به

جائے گی جو قتل ہے ؟ اور اس صورت  
میں حکم کیا ہے ؟  
(جواب) اسے بطور منہ قتل کیا جائے  
گا اور اس کے لئے بالکل توبہ نہیں ہے  
برزخ اور اس کے علاوہ دیگر کتب  
فتاویٰ میں صراحت ہے کہ اگر کوئی  
شخص نعوذ باللہ مرد ہو جائے تو  
اس کی بیوی حرام ہو جائے گی۔ اسلام  
کے بعد نکاح کی تجدید ہوگی۔ حج بھی  
دوبارہ کرنا ہوگا۔ البتہ نماز روزے کا  
اعادہ واجب نہیں۔ الایہ کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو یا انبیاء علیہم السلام  
میں سے کسی کو بُرا کہے۔ ایسے شخص کو  
حدًا قتل کیا جائے گا اور اس کے  
لئے توبہ نہیں، چاہے اُس کے پکڑے  
جانے اور اُس کے خلاف گواہیوں کے  
قائم ہو جانے کے بعد وہ توبہ کرے یا  
اذ خود تائب ہو کر اُسے اس کا حکم وہی  
ہے جو زندیق کا کیونکہ حدِ جب واجب  
ہوتی ہے تو پھر توبہ سے ساقط نہیں  
ہوتی۔ اس مسئلہ میں کسی کے خلاف کا  
تصور بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ (نبی کو گالی دینا)

حق العبد فلا يسقط بالتوبة  
 كسائر حقوق الادميين  
 وكحد القذف لا يزول  
 بالتوبة بخلاف ما اذا  
 سب الله تعالى ثم  
 تاب لانه حق الله تعالى  
 ولان النبي بشر والبشر  
 جنس تلحقهم المعصية  
 الا من اكرمه الله تعالى  
 والبارئ منزلة عن جميع  
 المعايير وبخلاف الرداد  
 لانه معنى ينفرد به  
 المرتد لا حق فيه لغيره  
 من الادميين وكحد بشر  
 قلنا اذا شتمه عليه السلام  
 سكران لا يعفي ويقتل حدا  
 وهذا مذهب أبي بكر  
 الصديق رضي الله عنه والامام  
 الاعظم والبدعي و  
 اهل الكوفة والمشهور  
 من مذهب مالك واصحابه  
 قال الخطابي لا أعلم احدا

ایک ایسا حق ہے جس کے ساتھ بندے  
 کا حق متعلق ہے اس لئے توبہ سے یہ  
 حق ساقط نہ ہوگا جیسا کہ تمام حقوق  
 العباد کا یہی معاملہ ہے اور جیسا کہ  
 حد قذف توبہ سے معاف نہیں ہوتی  
 اس کے برخلاف اگر کسی نے اللہ تعالیٰ  
 کو برا کہا پھر توبہ کر لی تو یہاں توبہ اس  
 لئے قبول ہے کہ یہ حق اللہ ہے اور اس  
 لئے بھی کہ نبی انسان ہوتا ہے اور انسان  
 بحیثیت انسان کے عیب دار ہو سکتا  
 ہے۔ الایہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ معزز  
 بنا کر پاک صاف رکھے باقی اللہ تعالیٰ  
 تو تمام معائب سے منزہ ہیں۔ اسی  
 طرح برا کہنا عام ارتداد سے ہٹ کر  
 ہے کیونکہ ارتداد میں کسی دوسرے کا  
 حق ضائع نہیں ہوتا اس کا اپنا فعل  
 ہوتا ہے اور چونکہ نبی بشر ہیں اس  
 لئے ہمارا مذہب یہ بھی ہے کہ اگر نشہ بلد  
 حضور علیہ السلام کو گالی دے تو اس  
 کی معافی نہ ہوگی بلکہ اُسے قتل کیا جائے  
 گا اور یہی حضرت ابوبکر صدیق کا مذہب  
 ہے اور یہی امام اعظم، بدری، اہل کوفہ



من المسلمین مختلف فی  
وجوب قتله اذا كان مسلماً  
وقال سحنون الماکی أجمع  
العلماء علی أن شاتمہ  
کافر وحکمہ القتل ومن  
شک فی عذابه وکفرہ کفر  
قال اللہ تعالیٰ :

ملعونین اینما ثقفوا  
اخذوا وقتلوا تقتیلک  
(الآیۃ)

وردی بسندہ اُنہ صلی  
اللہ علیہ وسلم قال من  
سب نبیاً فاقتلوا ومن  
سب اصحابی فاضربوا  
وأمر صلی اللہ علیہ وسلم  
بقتل کعب بن الأشرف  
بلہ إخذار وکانت یؤذیه  
صلی اللہ علیہ وسلم وکذا  
أمر بقتل ابی رافع الیہودی  
وکذا أمر بقتل ابن خطل  
هذا وکان متعلقاً بأستار  
الکعبۃ ودلائل المسئلہ

امام مالک اور ان کے اصحاب کا معروف مذہب  
ہے غلطابی کا قول ہے کہ میں مسلمانوں میں  
سے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس کا ایسے  
شخص کے وجوب قتل میں کوئی اختلاف  
ہو جو مسلمان ہو کر بدگوئی کرے۔ سحنون  
مالکی کا قول ہے کہ علماء کا اس بات پر  
اجماع ہے کہ نبی علیہ السلام کو گالی دینے  
والا کافر ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔  
بلکہ جو شخص اس کی سزا اور کفر میں شک  
کے وہ بھی کافر ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:  
”پھنکارے ہوئے جہاں ملیں گے پکڑ دھکڑ  
اور مار دھاڑ کی جائے گی۔“

اور سند کے ساتھ حدیث مروی ہے  
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو  
کسی نبی کو گالی دے اُسے قتل کر دو  
اور جو میرے صحابہ کو گالی دے اُسے  
مارو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم  
دیا کہ کعب بن الأشرف کو بلا آگاہ کئے  
قتل کر ڈالو، وہ حضور کو اذیت پہنچاتا تھا۔  
اسی طرح آپ نے ابورافع یہودی کے قتل  
کا حکم دیا۔ اسی طرح آپ نے ابن خطل  
کو کعبہ کے پردوں سے لٹکے ہونے کے

تعرف فی کتاب العارم المسلول  
 علی شاتم الرسول انتہی ۔  
 وفی الاشباہ کل کافر تاب  
 فتوبتہ مقبولة فی الدنیا  
 والآخرۃ الا جماعۃ الکافر  
 بسب نبی و بسب الشیخین  
 أو أحدہما و بالسحر و  
 الزندقۃ إلی آخر ما فیہ  
 والمسئلۃ مقررة مشہورۃ  
 فی الکتب غلیۃ عن  
 الطناب والمحصل فیہما  
 وجوب قتل مثل هذا الشقی  
 المتہود فی حق مثل هذا  
 النبی الجلیل وإن کان قتلہ  
 وجہۃ الاسلام ۔

(الفتاویٰ الخیریۃ ص ۱۰۱ و ۱۰۲)

امام قرطبی مالکی اپنی مشہور تفسیر میں لکھتے ہیں :-

۹ قال ابن المنذر أجمع عامة  
 اهل العلم علی أن من سب  
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ القتل ومقتل قال  
 ذلك مالک واللیث واحمد

کے باوجود قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس  
 مسئلہ کے دلائل العارم المسلول میں  
 دیکھے جاسکتے ہیں۔ ”الاشباہ“ میں مرمت  
 ہے کہ ہر کافر کی توبہ دنیا و آخرت میں  
 قبول ہو جاتی ہے سوائے چند لوگوں  
 کے، اللہ کے نبی کو گالی دے کر یا  
 شیخین یا ان میں سے کسی کو گالی دے  
 کہ کافر ہو جانے اور جادو اور  
 زندقہ کے ساتھ کافر ہو جانے والا۔  
 بہر حال مسئلہ طے شدہ اور مشہور ہے  
 اس لئے تفصیل کی بھی حاجت نہیں۔  
 خلاصہ یہ کہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 جیسے نبی جلیل کی شان میں گستاخی کرے  
 اس بد بخت و گستاخ کو قتل کرنا  
 واجب ہے چاہے وہ توبہ کر کے تجدید  
 اسلام ہی کیوں نہ کر چکا ہو۔“

”ابن المنذر کا کہنا ہے کہ عام اہل علم کا  
 اجماع اس بات پر ہے کہ جو نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو برا کہے اس کا قتل واجب  
 ہے۔ امام مالک، لیث احمد بن حنبل اور  
 اسحاق کا یہی قول ہے اور یہی امام

واسحاق و ہر مذہب  
الشافعی وقد حکى عن  
النعمان انه قال لا  
يقتل من سب النبي صلى الله  
عليه وسلم من اهل الذمة  
على ما يأتى -

وروى أن رجلاً قال ف  
مجلس على ما قتل كعب  
بن الأشرف إلا غداً فأمر  
على بضرب عنقه وقاله  
آخر في مجلس معاوية  
فقام محمد بن مسلمة  
فقال أيقال هذا في  
مجلسك وتسكت والله لا  
أسألك تحت سقف أبداً  
ولئن خلوت به لا قتلته  
قال علماؤنا هذا يقتل و  
لا يستتاب إن نسب الغدر  
لنبي صلى الله عليه وسلم  
وهو الذي فهمه على  
ومحمد بن مسلمة  
رضوان الله عليهما من

شافعی کا مذہب ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہ  
سے مروی ہے کہ جو کافر ذمی، نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم کو برا کہے تو اسے قتل نہیں کیا  
جائے گا (البتہ اگر مسلمان ایسا کرے تو  
امام ابوحنیفہ کے نزدیک بھی بوجہ استداد  
اس کا قتل واجب ہے۔)

مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علیؓ  
کی مجلس میں کہا کہ کعب بن الأشرف کو  
بدعہدی کر کے قتل کیا گیا تھا، حضرت علیؓ نے  
حکم دیا کہ اس کہنے والے کی گردن مار دی جائے  
(کیونکہ کعب بن اشرف کے ساتھ کوئی معاہدہ  
نہیں تھا بلکہ وہ مسلسل بدگوئی اور ایذا رسانی  
کی وجہ سے مباح الدم بن گیا تھا) اسی  
طرح اسی قسم کا جملہ ایک اور شخص  
(ابن یامین) نے منہ سے نکالا تو (کعب  
بن الأشرف کو مارنے والے) حضرت محمد  
بن مسلمہ کھڑے ہو گئے اور حضرت معاویہؓ  
سے کہا آپ کی مجلس میں یہ بات کہی جا  
ئی ہے اور آپ خاموش ہیں۔ خدا کی قسم  
اب آپ کے پاس کسی عمارت کی چھت تلے  
نہ آؤں گا اور اگر مجھے یہ شخص باہر مل گیا تو  
اسے قتل کر دوں گا۔ علامہ نے فرمایا ایسے

قَاتِلْ ذَٰلِكَ ۖ لَٰنَ  
ذَٰلِكَ ذُنُودًا -

( ص ۸۲ ج ۸ )

شخص سے توبہ کے لئے بھی نہ کہا جائے گا  
بلکہ قتل کر دیا جائے گا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کی طرف بد عہدی کو منسوب کرے۔ یہی وہ  
بات ہے جسے حضرت علیؑ اور حضرت محمد بن مسلمہ  
نے سمجھا اس لئے کہ یہ تو زندہ ہے۔

علامہ قرطبی مزید فرماتے ہیں :-

”اگر کوئی کافر گستاخی کرے اور پھر جان  
بچانے کے لئے اسلام لے آئے تو اُس کا  
اسلام اس کے قتل کو معاف کر دے گا۔  
مشہور یہی ہے کیونکہ اسلام پہلے تمام  
جرائم کو ختم کر دیتا ہے، بخلاف مسلمان کے  
کہ اگر وہ گالی دے کر پھر توبہ کر لے تو قتل  
معاف نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد  
ہے:-

”آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر  
یہ لوگ باز آجائیں گے تو ان کے سارے  
گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں سب معاف کر  
دیئے جائیں گے“ اور دوسرا قول یہ ہے  
کہ اسلام (کافر ساب کے) قتل کو ساقط  
نہ کرے گا۔ اس لئے یہ قتل نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی وجہ سے  
واجب ہو چکا ہے کیونکہ اُس نے آپؐ

نَا وَاٰیٰتُہٗا قَالِ :

وَاصْتَلَفُوا اِذَا سَبَّہٗ ثُمَّ  
اَسْلَمَ تَقِيَّةً مِّنَ الْقَتْلِ  
فَقِيلَ يَسْقُطُ اِسْلَامُہٗ  
قَتْلُہٗ وَہُوَ الْمَشْهُورُ مِّنَ  
الْمَذْہَبِ لَٰنَ الْاِسْلَامِ  
يُجِبُّ مَا قَبْلَہٗ . بخلاف  
المسلم اذا سَبَّہٗ ثُمَّ  
تَابَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :  
قُلْ لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اِن  
یَنْتَہُوۡا یَغْفِرْ لَہُم -

ما قد سلف وقیل لا یسقط  
الاسلام قتلہ لذنۃ  
حق للنبی صلی اللہ علیہ  
وسلم وجب لانتہاک  
حرمتہ وقصدہ المحاق  
النقیصۃ والمعترۃ بہ

فلم یکن رجوعه الی  
الاسلام بالذی یسقط  
قتله ولا ینکون  
احسن حالاً من  
المسلم -  
(ص ۸۷ ج ۸)

کی بے عزتی کی تھی اور آپ پر نقص و عیب  
لگانے کا ارادہ کیا تھا اس لئے اسلام  
لانے کی وجہ سے اس کا قتل معاف  
نہ ہوگا اور نہ یہ کافر مسلمان سے بہتر ہوگا  
بلکہ بدگوئی کی وجہ سے باوجود توبہ کے  
دونوں کو قتل کر دیا جائے گا۔

## قیاس شرعی اور عقلی وجوہات

قیاس محض عقلی بات کو نہیں کہتے۔ یہ تو معنی لوگوں نے غلط کر رکھے ہیں۔  
اصل میں اشتراکِ علت سے اشتراکِ حکم کو شرعاً قیاس کہتے ہیں۔ اگر علت نقص  
شرعی میں مذکور ہو یا بالکل بدیہی ہو جسے ہر شخص محسوس کر سکتا ہے تو وہ قیاس  
قطعی و یقینی ہوتا ہے اس کا انکار حرام ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کو  
اُف کہنا یا اونچی آواز سے بات کر کے جھڑکنا حرام فرمایا ہے تو اس کی علت بالکل  
ظاہر اور ہر شخص کی سمجھ کی ہے۔ لہذا یقینی ہے یعنی اذیت تو جہاں جہاں یہ علت  
پائی جاتی ہے وہ سب کام انہی آیات سے حرام قرار پاتے ہیں مثلاً جوتے مارنا،  
ڈنڈے مارنا، کسی طرح سے ذلیل کرنا، طعن کرنا، گالی دینا سب انہی آیات  
سے یقیناً حرام ہیں اور ہر مسلمان اُسے جانتا ہے، ہاں علت نقص قطعی  
میں نہ ہو یا بالکل ظاہر نہ ہو تو اجتہادی ہوگی اور اس قیاس کا حکم ظنی ہوگا۔  
اول تو ماں باپ ایک جسمانی ہیں ایک روحانی اور روح جسم سے افضل ہے  
تو روحانی ماں باپ جسمانی سے افضل ہوتے اس لئے وہ تمام احکام ان کے لئے

بھی ہوں گے جو ماں باپ کے لئے حرام وہ ان کے لئے بھی حرام۔

دوسرے اگرچہ ماں باپ بڑے محسن ہیں، پیدائش و تربیت سب انہی کی بدولت ہے مگر تمام انبیاء کرام ان سے لڑاؤ محسن ہیں کہ ابدی جہنم سے بچا بچا کر ابدی بہشتوں میں پہنچانے کا سامان کرتے ہیں۔ جیسے ماں باپ کو گالیاں دینا حرام ہیں سخت ترین خطرناک جرم ہیں ایسے ہی انبیاء اور ان کے جانشین کو۔

تیسرے تمام دنیا احمل کے لئے آقائی اور جس پر احسان ہو اس کے لئے غلامی کے قائل ہیں۔ انسان عبد الاحسان (انسان احسان کا غلام ہوتا ہے) اسی لئے عرف عام میں محسن کے خلاف کہنے کو نمک حرام کا لقب دیا گیا ہے اس لئے ایسا شخص جو ایسے بڑے محسنوں کو گالیاں دے سب کے نزدیک سب سے بڑا نمک حرام سب سے بڑی سزا کا مستحق ہے۔

چوتھے سب جانتے ہیں کہ انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے انتخاب کئے ہوئے سب سے بڑے بزرگ ہیں، ان کی فرماں برداری فرض، ان کے احکام پہنچانے اور جاری کرنے والوں کی فرمانبرداری ضروری۔ بجائے فرمانبرداری کے گالیاں دینا اور بُرا کہنا اور خدائی احترامات کو پامال کرنا انتہائی جرم ہے۔

پانچویں ہر شخص یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بزرگ حضرت انبیاء ہیں (صلی اللہ علیہم وسلم) اور ان کے بعد ان کے اصحاب، ان کو بجائے عزت دینے کے، گالیوں بڑائیوں سے ذلت دینے والا سب سے زیادہ سزا کا مستحق ہے۔

چھٹے ہر شخص جانتا ہے کہ معمولی آدمی کی ہتک عزت بڑا جرم ہے اور ہر حکومت میں یہ جرم قابل سزا ہوتا ہے اور جب ہتک عزت انتہائی معززین کی ہو تو انتہائی سزائیں کا مستحق ہوتا ہے۔

ساتویں۔ سب سے ایک سوال :- اسرائیل ہو یا سادی دُنیا مشرق و مغرب

شمال جنوب کی کوئی مملکت یا اقوام متحدہ یا کوئی ادارہ جس میں انسانیت کی کوئی رشتہ باقی ہو بلکہ دنیا بھر کے ہر ہر فرد سے یہ سوال ہے کہ اگر کوئی سلمانِ رشتہ جیسا آپ کے نبیوں، مقتداؤں، دین کے ستونوں اور اُن کے اہل خانہ کا نام لے لے کر یہ انتہائی گندی، فحش بہتانِ محض گالیوں کی بوچھاڑ کرتا اور آپ کو اس پر طاقت و قدرت حاصل ہوتی تو آپ کو اس کے ساتھ کیا کرنا چاہیے؟ اگر یہ انسانیت کی رشتہ کسی طرح اپنے لئے ایک سیکنڈ کو بھی برداشت نہیں کر سکتی تو اس وقت وہ انسانیت کہاں غائب ہو گئی؟ آخر آپ سب لوگ کس خوابِ غفلت میں ہیں؟ کیا یہی سبق آپ کے بدکردار نہیں دہرائیں گے۔ کیا اس وقت آپ خود آگ بگولہ نہ ہو جائیں گے؟

یہ غبیٹ حملہ اولین جملہ ہے۔ اس کے مثل حلوں کا جب تانا باندھ گا تو دنیا کا کوئی ایسا فرد نہیں کہ اس کا کوئی نہ کوئی مخالف نہ ہو یا کسی ایسے کام کے لئے کسی کو کھڑا نہ کر سکے۔

اگر اس وقت اس کو برداشت کر لیا سمجھ لیجئے کہ ہمیشہ کے لئے آپ نے اپنے اور سب کے لئے یہ بیج کاشت کر لیا۔

اور

یہ بھی یاد رکھئے کہ اول اول میں روکنا سہل ہوتا ہے جب طوفانِ حد سے گزرتا جاتا ہے تو وہ کسی کے قابو کا نہیں رہتا۔ آج ایک کے لئے توکل دوسرے، پڑھوں تیسرے کے لئے۔ خدا ہوش سے سب لوگ کام لیں ورنہ پھر ساری دنیا درہم برہم ہو کر رہے گی۔

# عبارات الفقهاء والائمة

## (ائمة کرام کے چند اقوال)

جلیل القدر علماء وفقہاء میں سے دس کے اقوال

۱۔ وفی تنقیح الفتاوی

المحامدۃ :-

ولیس سبہ صلی اللہ علیہ

وسلم کالارتداد المقبول

فیہ التوبۃ لأن الارتداد

معنی ینفرد بہ المرتد

لاحق فیہ لغيره من

الادمیین فقبلت توبته

ومن سب النبی صلی اللہ

علیہ وسلم تعلق بہ حق

الادمی ولا یسقط بالتوبۃ

کسائر حقوق الادمیین

فمن سب النبی صلی اللہ

علیہ وسلم او احدا من

علامہ آفندیؒ ایک سوال کے جواب میں

فرماتے ہیں :-

”حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہنا عام ارتداد کی طرح نہیں کہنا کہ عام

ارتداد میں مرتد نما اپنا مجسم ہوتا ہے

انسانوں میں سے کسی کا حق متعلق نہیں

ہوتا اس لئے اس کی اپنی توبہ مقبول

ہے۔ اس کے برخلاف جس نے نبی پاک

صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہا اس کے ساتھ

ایک انسان (وہ بھی انسان کامل) کا حق

متعلق ہو گیا جو صرف توبہ سے ساقط نہ

ہو گا۔ جیسے تمام حقوق العباد کا ہی حال

ہے۔ خلاصہ یہ کہ جس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم یا انبیاء علیہم السلام میں سے

کسی کو بُرا کہا تو وہ کافر ہے اور



الانبياء صلوات الله عليهم  
وسلامه فانه يكفر ويجب  
قتله ثم ان ثبت على  
كفره ولم يتب ولم يسلم  
يقتل كفراً بلا خلاف و  
ان تاب واسلم فقد  
اختلف فيه والمشهور  
من المذهب القتل حداً  
وقيل يقتل كفراً في  
الصورتين -

(تتبع الفتاوى الى مريه مثلاً)

۲۷ وفي شرح الفقه الاكبر  
للمؤلف على القاري :-

ثم اعلم ان المرتد يعرض  
عليه الاسلام على سبيل  
الندب دون الوجوب  
لأن الدعوة بلغته وفي  
العبسوط وإن ارتد ثانياً  
وثالثاً فكذلك يستتاب  
وهو قول اكثر اهل العلم  
وقال مالك واحمد رضي الله عنهما  
لا يستتاب من تكرر منه

واجب القتل ہے۔ اس کے بعد اگر وہ کفر  
پھر باقی رہا اور توبہ کر کے اسلام قبول  
نہ کیا تو اسے کفر کی وجہ سے قتل کیا جائے  
گا۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اور اگر  
اُس نے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا تو  
اس میں علماء کا اختلاف ہے اور مشہور  
مذہب یہ ہے کہ اُسے (بطور منکر) حداً  
قتل کیا جائے گا اور ایک قول یہ  
ہے کہ دونوں صورتوں میں کفر کی وجہ سے  
قتل کیا جائے گا۔“

۲۸ ملا علی قاریؒ اپنی کتاب شرح فقہ اکبر  
میں لکھتے ہیں :-

”یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ مرتد پر اسلام  
کا پیش کرنا واجب نہیں صرف مستحب  
ہے۔ کیونکہ دعوت اسلام اسے پہلے پہنچ  
چکی ہے۔ مبسوط میں ہے کہ اگر وہ دوسری  
تیسری بار مرتد ہوا ہے تو اسی طرح توبہ کا  
موقع دیا جائے گا اور اکثر اہل علم کا یہی  
قول ہے اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا  
قول یہ ہے کہ جس سے اتنا بار بار مرتد ہو  
اس سے توبہ نہیں کروائی جائیگی جیسا کہ یہی

کالزندیق و لنافی  
الذندیق روایتان فی  
روایۃ لا تقبل توبتہ  
لقول مالک رضی اللہ عنہ  
وفی روایۃ تقبل وهو  
قول الشافعی رحمۃ اللہ  
وهذا فی حق احکام الدنیا  
وأما فیما بینہ وبین  
اللہ تعالیٰ قبل بلوغہ وعن  
ابی یوسف رحمۃ اللہ اذا تكرر  
منہ الذنوب لا یقتل من غیر  
عرض الاسلام لاستخفافہ باللہ  
وقیہ ایضاً : فی الخلدۃ  
روی عن ابی یوسف انه  
قیل بحضرة الخلیفة  
المامون ان النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم کان یحب القرم  
فقال رجل أنا لاجبہ فأمر  
أبو یوسف باحضار النطع  
والشیف فقال الرجل  
استغفر اللہ مما ذکرته  
ومن جمیع ما یوجب الکفر

معاملہ زندیق کا ہے۔ احناف کی زندیق  
کے بارے میں دو روایتیں ہیں ایک روایت  
امام مالکؒ کے مذہب کے مطابق ہے کہ توبہ  
مقبول نہیں اور ایک روایت امام شافعیؒ  
کے مذہب کے مطابق ہے کہ توبہ قبول ہے  
اور یہ سب دنیاوی احکام کے حق میں ہے  
باقی فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ تو  
بلا خلاف مقبول ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ  
سے مروی ہے کہ اگر تدارتداد مکرر ہو تو بغیر  
اسلام پیش کئے اُسے قتل کر دیا جائے گا۔  
اس لئے کہ اُس نے دین کا استخفاف  
کیا ہے۔ ص ۱۳۲

تیر خلاصہ میں امام ابو یوسفؒ کا واقعہ نقل  
کیا گیا کہ ایک مرتبہ خلیفہ مامون کے سامنے  
بیان کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کڈو  
پسند فرماتے تھے۔ ایک آدمی فوراً بولا  
میں اسے پسند نہیں کرتا حضرت امام ابو یوسفؒ  
نے حکم دیا کہ تلوار اور چڑا لایا جائے (جو  
قتل کے لئے منگوایا جاتا ہے) اس آدمی  
نے کہائیں نے جو کچھ ذکر کیا اس سے  
اور تمام موجبات کفر سے استغفار  
کرتا ہوں : اشهد أن لا إله إلا الله و

اشھدان لا الہ الا اللہ و  
 اشھدان محمدًا عبدہ و  
 رسولہ فترکہ ولم یقتل۔  
 وحکی أن فی زمن الخلیفۃ  
 الامون سئل واحد عن قتل  
 حائکا فاجاب فقال یلزمہ  
 غنارۃ غزاء ائی جادیۃ  
 شامۃ رعناء فسمع الامون  
 ذلك و امر بضرب عنق  
 المجیب حتی مات وقال  
 هذا استہزاء بحکم الشرع  
 والا استہزاء بحکم من  
 احکام الشرع کفر۔  
 وحکی أن الثمیر  
 الکبیر تیمور ذات یوم  
 مل وانقبض ولم یجب  
 احد فیما سئل فدخل  
 ضحککہ فاخذ یقول  
 مضاحکۃ فقال دخل علی  
 قاضی بلدۃ کذا واخذہ فی  
 شہر رمضان فقال یا حاکم  
 الشرع فلان اکل صوم رمضان

اشھدان محمدًا عبدہ و رسولہ امام ابو یوسفؒ  
 نے اُسے چھوڑ دیا اور قتل نہیں کیا۔ اسی  
 قسم کا ایک واقعہ یہ ہے کہ خلیفہ مامون  
 کے زمانے میں ایک شخص سے پوچھا گیا  
 کہ اگر کسی نے جو لہے کو قتل کیا تو کیا حکم  
 ہے؟ جواب دینے والے نے (قتل کے  
 حکم شرعی کا) مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ  
 ایک خوبصورت ترو تازہ باندی دینی ہوگی۔  
 مامون نے یہ جواب سنا تو جواب دینے  
 والے شخص کی گردن اڑانے کا حکم دیا  
 جس پر عمل کیا گیا اور کہا کہ یہ شریعت کے  
 احکام کا استہزاء ہے اور شریعت کے کسی  
 بھی حکم کا مذاق اڑنا کفر ہے۔

اسی طرح منقول ہے کہ امیر تیمور ایک  
 روز اداس اور دل گرفتہ تھا کسی کے  
 سوال کا جواب نہ دیتا تھا۔ اس کے  
 مصاحب مسخرے اس کے پاس اُنے ایک  
 مسخرہ تیمور کو منانے کے لئے کہنے لگا کہ وہ  
 فلاں شہر میں فلاں قاضی کے پاس گیا  
 اور جا کر کہا اے قاضی شرع فلاں آدمی  
 نے رمضان کا روزہ کھا لیا ہے جس کے  
 گواہ میرے پاس موجود ہیں۔ وہ قاضی

ولی فیہا شہود فقال ذلك  
القاضی لیث آخر تا كل  
الصلوة نتخلص منها  
لیضحك الامیر فقال  
الامیر اما وجدتم تضحیكا  
سوی امرالدین فأمر بضربه  
حتى اثنه -

فرحمہ اللہ من عطاء الدین  
الاسلام - (شرح الفقہ الاکبر  
للقاری ص ۱۳ تا ص ۱۴)

و فی روح المعانی علامہ  
للآلوسی رح تحت  
قوله تعالی :-

وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ  
مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا  
فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَلُمَّةَ  
الْكُفْرِ - (الآیة)  
قال الآلوسی :

ومن ذلك الطعن في  
القرآن وذكر النبي صلى الله  
عليه وسلم وحاشاه بسوء  
فيقتل الذمی به عند جمع

کننے لگا کاش ایک اور اگر نماز کو کھا  
جائے تو ہم دونوں عبادتوں سے چھوٹ  
جائیں۔ مسخرے نے یہ لطیفہ سنایا تو  
تیمور نے حکم دیا کہ اس مسخرہ کو اتنا مارو  
کہ خون نکل آئے اور پھر کہا تمہیں دینی  
حکم کے سوا مذاق کے لئے کوئی اور  
چیز نظر نہ آئی ؟

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ہر اس شخص  
پر جو دین اسلام کی تعظیم کا فریضہ  
انجام دے ۔

علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں آیت  
”وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ“ کے تحت  
لکھتے ہیں :-

(ترجمہ آیت) ”اور اگر وہ توڑ دیں اپنی  
قسمیں عہد کرنے کے بعد اور عیب  
لگاویں تمہارے دین میں تو لوڑ و کفر  
کے سرداروں سے“

علامہ آلوسی فرماتے ہیں :

اس میں قرآن پر طعنہ لگانا اور نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم کی شان والا صفات میں برائی کے  
ساتھ ذکر کرنا بھی داخل ہے، تو علماء  
کی ایک جماعت کے نزدیک فحی کافر

مستدلين بالآية سواء  
 شرط انتقام من العهد به  
 أمر لا ومقن قال بقتله  
 إذا أظهر الشتم والعياذ  
 بالله (مالك والشافعي وهو  
 قول الليث وأفتى به  
 ابن الهمام -

(روح المعاني ص ۵۷)

وفي حاشية الشرنبلالية  
 على درر المحاكم : تنبيه :-  
 محل قبول توبة المرتد  
 ما لم تكن ردة بسبب  
 التنبی علیه السلام أو بغضه  
 كما قدمه المصنف فإن  
 كان به قتل حدًا ولا  
 تقبل توبته سوا جاء  
 تأثبا من نفسه أو شهد  
 عليه بذلك بخلاف غيره من  
 المكفرات فإن الإنكار فيها  
 توبة لكنه يبعد نكاحه إن  
 شهد عليه مع إنكار -

(ص ۳)

کو (بھی) اس کی وجہ سے قتل کر دیا جائے  
 گا۔ وہ حضرات اسی آیت سے استدلال  
 کرتے ہیں۔ چاہے اس ذاتی کے ساتھ  
 بدگوئی کو معاہدہ میں شرط قرار دیا گیا ہو یا  
 نہ، اور جو علماء ایسے کافر ذاتی کے قتل  
 کے قائل ہیں ان میں امام مالک اور امام  
 شافعی شامل ہیں۔ یہی لیث کا قول ہے  
 اور ابن الهمام نے بھی اسی پر فتویٰ دیا ہے۔  
 درر المحاکم کی شرح حاشیہ شرنبلالیہ  
 میں ہے :-

”کہ مرتد کی توبہ قبول ہونے کا محل اس  
 وقت ہے جبکہ ارتداد نبی علیہ السلام کی  
 بدگوئی اور بغض پر مبنی نہ ہو جیسا کہ مصنف  
 پہلے بیان کر چکے ہیں اور اگر ارتداد ایسا ہو تو  
 پھر اس کی سزا قتل ہے اور توبہ قبول نہیں۔  
 (یعنی دنیاوی احکام میں) برابر ہے کہ وہ  
 خود تائب ہو کر آیا ہو یا اسکے خلاف گواہی سے  
 جرم ثابت ہوا ہو۔ بخلاف دوسرے موجبات کفر  
 کے کہ ان میں انکار کر دینا ہی توبہ سمجھا جاتا  
 ہے۔ لیکن وہاں بھی اگر گواہ موجود  
 ہوں تو انکار کے باوجود نکاح کی  
 تجدید کرنی چاہیئے۔“

عالمگیری میں ہے کہ جعفرؑ سے پوچھا گیا کہ جو شخص انبیاء علیہم السلام کی طرف فواحش کی نسبت کرے اس کا کیا حکم ہے؟

فرمایا، کافر ہو گا کیونکہ ایسا کہنا ان کو گالی دینا اور ان کو ہلکا سمجھنا ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ص ۳ ج ۳)

جو اللہ تعالیٰ یا اُس کے رسول کو بُرا کہے گا کافر ہو جائے گا چاہے سنجیدہ ہو اور چاہے مذاق کر رہا ہو۔ اسی طرح جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ یا اس کی آیات یا اس کے پیغمبروں یا اُس کی نازل کردہ کتابوں کا استہزاء کرے گا وہ بھی دونوں صورتوں میں کافر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہہ دیں گے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے، آپ کہہ دیجئے گا کہ کیا اللہ کیساتھ اور اُسکی آیتوں کیساتھ اور اُسکے رسول کیساتھ تم منی کرتے تھے تم اب عذر مت کہہ دو تم تو اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے“ اور مناسب ہے کہ استہزاء کرنے والے کے صرف توبہ کرنے اور اسلام لانے پر اکتفاء نہ

۵۔ وَفِي الْمَكِّيَّةِ أَنَّهُ سَمِعَ جَعْفَرَ عَمَّنْ يَنْسِبُ إِلَى الْأَنْبِيَاءِ الْفَوَاحِشَ وَعَظَمَهُ إِلَى الزَّنا وَنَحْوِهِ الَّذِي يَقُولُهُ الْحَشَوِيَّةُ فِي يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ يَكْفُرُونَهُ شَتْمَ لَهُمْ وَاسْتِخْفَافَ بِهِمْ -

۶۔ وَفِي الشَّرْحِ الْكَبِيرِ عَلَى الْمَعْنَى الْجُزْءِ الْعَاشِرَةِ ص ۳ وَمَنْ سَبَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْ رَسُولَهُ كَفَرَ سِوَاكَانِ جَارًا أَوْ مَازَعًا وَكَذَلِكَ مِنْ اسْتِهْزَاءٍ بِاللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَوِّبَايَاتِهِ أَوْ بِرَسُولِهِ أَوْ كَتَبَهُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُرُّ مِنْ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ لَا تَعْتَدُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ وَيَنْبَغِي أَنْ لَا يَكْتَفَى مِنَ الْهَازِئِ بِلَدِّكَ بِمَجْرَدِ الْإِسْلَامِ حَتَّى يُوَدِّعَ

أدباً يزجره عن ذلك لؤنه  
إذا لم يكتف مقرب  
سب رسول الله صلى الله  
عليه وسلم بالتوبة فهذا  
اولى -

(شرح المغنی ص ۳۶)

یہ وقال العلامة الدردی فی  
الشرح الصغير :-

على اقرب الصالح إلى  
مذهب الإمام مالك  
مانقہ كالناب لتبى مجمع  
عليه فيقتل بدون استتابة  
ولا تقبل توبته ثم إن  
تاب قتل حدًا ولا يعذر  
الساب بجهل لؤنه لا يعذر  
احد في الكفر بجهل او سكر  
حرامًا أو تهویر كثرة  
الكلام بدون ضبط ، ولا  
ليقبل منه سبق اللسان  
أو غيظ فلا يعذر اذا  
سب حال الغيظ بل يقتل  
او بقوله أردت كذا

کیا جائے بلکہ اس کی ایسی تادیب کی  
جائے جو اس کام سے لے (ہمیشہ کئے)  
روک دے۔ کیونکہ جو رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کو برا کہے اُس کی توبہ پر اکتفا  
نہیں کیا جاتا تو اس کا معاملہ بطریق اولیٰ  
ایسا ہوگا۔

علامہ دردیر مالکی "شرح صغیر میں  
فرماتے ہیں :-

کسی متفق علیہ نبی کو گالی دینے والا قتل کر  
دیا جائے گا، نہ اُس سے توبہ طلب کی  
جائے گی اور نہ اُس کی توبہ مقبول ہے۔  
اگر وہ توبہ بھی کر لے تب بھی اسے بطور  
سزا قتل کیا جائے گا۔ یہ بُرا کہنے والا  
نہ جہالت کی وجہ سے معذور ہوگا کیونکہ  
کفر میں جہل کوئی عذر نہیں نہ یہ نشہ  
کی وجہ سے معذور ہوگا بشرطیکہ وہ نشہ  
حرام ہو، نہ لاپرواہی کی وجہ سے معذور  
ہوگا کہ بلا سوچے سمجھے کثرتِ کلام کی  
وجہ سے اس میں مبتلا ہو گیا ہے۔ اسی  
طرح سہقت لسانی کا عذر بھی قبول نہیں  
کیا جائے گا نہ غصہ کی وجہ سے معذور  
ہوگا بلکہ اگر شدید غصہ میں گالی دے

أَحَبُّ إِلَيْهِ إِذَا قِيلَ لَهُ  
بِحَقِّ رَسُولِ اللَّهِ فَلَعَنَ ثُمَّ  
قَالَ أُرِدْتُ الْعُقُوبَ  
أَيُّ لُؤْمٍ مَرْسَلَةٍ لِمَنْ  
تَلَدَّغَهُ فَلَا يَقْبَلُ مِنْهُ وَ  
يَقْتُلُ إِلَّا أَنْ يَسْلَمَ السَّابِ  
الْكَافِرَ الْأَوْصَلَ فَلَا يَقْتُلُ  
لَوْ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَجِبُ مَا  
قَبْلَهُ أَمَّا السَّابُّ الْمُسْلِمَ  
إِذَا ائْتَدَّ بِغَيْرِ السَّبِّ ثُمَّ  
أُسْلِمَ فَلَا يَسْقُطُ قَتْلُهُ  
وَسَبُّ اللَّهِ كَذَلِكَ أَيْ  
كَسَبُ النَّبِيِّ يَقْتُلُ الْكَافِرَ  
مَا لَمْ يَسْلَمْ وَفِي اسْتِنَابَةِ  
الْمُسْلِمِ خِلَافٌ هَلْ  
يَسْتَتَابُ فَإِنْ تَابَ  
تَرَكَ وَإِذَا قَتَلَ أَوْ يَقْتُلُ  
وَلَوْ تَابَ وَالْمُزَاجِعُ  
الْأَوَّلُ -

ر الشرح المصغیر

صفحہ ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶

تب بھی قتل کیا جائے گا۔ یا تاویل کر کے  
یہ کہہ کہ میری مراد تو کچھ اور تھی جیسے کسی کے  
سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق  
کا ذکر کیا گیا اُس نے لعنت کی اور پھر  
کہنے لگا میں نے تو کچھ تو پر لعنت کی تھی،  
کیونکہ اسے بھی کاٹنے کے لئے اللہ تعالیٰ  
نے بھیجا ہے۔ ان سب صورتوں میں توبہ  
قبول نہیں اور قتل لازمی ہے۔ ہاں اگر  
بُرا کہنے والا کافر اصلی تھا پھر مسلمان  
ہو گیا تو قتل نہ کیا جائے گا کیونکہ اسلام  
پرانے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔  
باقی رہا وہ شخص جو بدگو مسلمان تھا پھر  
کسی اور وجہ سے مرتد ہو گیا اور پھر  
اسلام لے آیا تو اس کا قتل ساقط نہ  
ہوگا۔ اور یہی حکم ہے اللہ تعالیٰ کو  
بُرا کہنے والے کا کہ یہ اگر مسلمان نہ ہو  
تو قتل کر دیا جائے گا۔ البتہ اگر  
مسلمان ایسی حرکت کرے تو اس سے توبہ کڑوانے  
میں اختلاف ہے کہ کیا توبہ کر کے توبہ قبول  
کرنے کے بعد قتل معاف کر دیا جائے گا یا  
توبہ کے باوجود قتل کر دیا جائے گا۔ اس  
صورت میں راجح قول پہلا ہے۔“



۱۷ وقال ابن تيمية:

إذا ثبت ذلك فنقول هذه  
المجناية جناية السب  
موجبها القتل، لما تقدم  
من قوله صلى الله عليه وسلم:  
من لعبب بن الأشرف  
فانه قد آذى الله ورسوله  
فعلم أن من آذى الله و  
رسوله كان حقه أن يقتل  
ولما تقدم من أنه  
أهدر الشبى صلى الله عليه  
وسلم دم المرأة السابة  
مع أنها لا تقتل لصحرد  
نقض العهد ولما تقدم من  
أمره صلى الله عليه وسلم  
قتل من كان يسبّه مع  
امساكه عقن هو بمنزلة  
في الدين وندبه الناس  
في ذلك والثناء على من  
سارع في ذلك ولما  
تقدم من الحديث المرفوع  
ومن أقوال الصعابة أن

اسی طرح ابن تیمیہ لکھتے ہیں :-

”جب یہ بات ثابت ہوگئی تو اب ہم  
کہتے ہیں کہ اس جرم بدگوئی کی سزا صرف  
قتل ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا ”کون کعب بن الأشرف کو  
قتل کرے گا کہ اسی نے اللہ اور اس  
کے رسول کو اذیتیں دی ہیں“ اس سے  
معلوم ہوا کہ جو اللہ اور رسول کو اذیت  
پہنچائے گا اس کا قتل ہی برحق ہے،  
اور یہ واقعہ بھی پیچھے گزر چکا ہے کہ نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے بدگوئی کر کے  
والی عورت کے قتل کو بلا خون قرار دیا  
تھا حالانکہ صرف نقض عہد کی وجہ سے  
عورت کو قتل نہیں کیا جاتا اور یہ بھی  
گزر چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے بدگوئی کرنے والوں کو قتل کرنے کا  
حکم ہی نہیں دیا (حالانکہ انہی کے  
دوسرے ہم مذہب دھمکے لوگوں سے آپ  
نے اپنا ہاتھ روکے رکھا) بلکہ لوگوں کو  
اس پر آمادہ کیا، اور اس کام میں پھرتی  
کرنے والوں کی آپ نے تعریف فرمائی  
اور پیچھے حدیث مرفوعہ اور اقوال صحابہ

من سب نبیاً قتل و

من سب غیر نبی جلد -

(المصاحم ۲۹)

۹ وفي الشرح علمی

المغنی :-

تحت مسئلہ وهل تقبل

توبة الذنديق ومن

تكررت ذنبا او من سب

الله تعالى او رسوله

او الساجر علی روایتین

احداهما لا تقبل توبته

ويقتل بكل حال والاخرى

ما تقبل توبته كغيره -

مفهوم کلام الشیخ رحمہ

الله أن المرتد اذا تاب

تقبل توبته ای کافر کان

هو ظاهر کلام الخرق

سواء کان زندیقاً اولم

یکن وهذا مذهب

الشافعی والعنبري و

يروى عن علي وابن

مسعود وهو احدی

گزر چکے ہیں کہ جو کسی نبی کو بُرا کہے

اُسے قتل کر دیا جائے اور کسی غیر نبی

کو بُرا کہے اُسے کوٹھے لگائے جائیں۔

علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ اپنی مشہور کتاب

شرح المغنی میں لکھتے ہیں :-

رد باقی رہا یہ مسئلہ کہ زندیق اور وہ شخص

جو بار بار مرتد ہو اور وہ شخص جو اللہ

رسول کو گالی دے، نیز جادوگر کی توبہ

قبول ہے یا نہیں؟ اس میں دو روایتیں

ہیں، پہلی یہ کہ توبہ قبول نہیں اور ہر

حال میں اُسے قتل کیا جائے گا اور

دوسری یہ کہ عام مرتد کی طرح توبہ کر لیں

تو توبہ قبول کر لی جائے گی۔

مصنف کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ

مرتد اگر توبہ کر لے تو ایک روایت کے

مطابق اُس کی توبہ قبول ہوگی چاہے

جیسا بھی کافر ہو اور علامہ خرقی کے کلام

سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ چاہے زندیق

ہو یا نہ ہو یہی امام شافعیؒ اور عنبريؒ کا

مذہب ہے اور حضرت علیؓ و حضرت

عبداللہؓ ابن مسعودؓ سے مروی ہے اور یہی

امام احمدؒ سے ایک روایت ہے جس کو

الروایتیں عن احمد واختیاراً  
 أبی بکر الخلال وقال إنه  
 أولى على مذهب أبی عبد الله  
 والرواية الاخرى لا تقبل  
 توبة الزنديق ومن  
 تكررت دذته وهو قول  
 مالك والليث واسحاق و  
 عن أبی حنيفة روايتان -  
 واختياراً أبی بکر انهما لا تقبل  
 لقول الله تعالى "إذ الذين  
 تابوا واصلحوا وبتنوا"  
 والزندیق لا يظهر من ما  
 يتبين به رجوعه وتوبته  
 لأنه كان مظهرًا للإسلام  
 مسرًا للكفر فإذا أظهر  
 التوبة لم يزد على ما كان  
 منه قبلها وهو اظهار  
 الإسلام وأما من تكررت  
 دذته فقد قال الله تعالى:  
 "ان الذين آمنوا ثم كفروا  
 ثم آمنوا ثم كفروا  
 ثم ازدادوا كفرا لم

ابو بکر خلال نے اختیار کیا ہے۔ اور اسے  
 ہی امام احمد بن حنبل کا مذهب قرار  
 دیا ہے۔  
 دوسری روایت یہ ہے کہ زندیق کی توبہ  
 قبول نہیں۔ نیز اس کی جو بار بار مرتد ہو  
 یہی امام مالک، لیث اور اسحاق کا  
 مذهب ہے۔ امام ابو حنیفہ سے اس  
 سلسلہ میں دونوں روایتیں ہیں۔  
 ابو بکر کی ترجیح کے مطابق ایسے شخص  
 کی توبہ مقبول نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ  
 کا قول ہے: "مگر لعنت سے وہ مستثنیٰ  
 ہیں، جو لوگ توبہ کر لیں اور اصلاح کر  
 دیں اور ظاہر کر دیں" اور زندیق سے  
 ایسی چیز ظاہر ہی نہیں ہوتی جو اس کے  
 رجوع اور توبہ کو واضح کر سکے۔ کیونکہ وہ  
 تو پہلے سے اسلام ظاہر کرتا تھا اور کفر  
 کو چھپاتا تھا۔ اب جب اُس نے توبہ  
 ظاہر کی تو پہلے سے زائد کوئی نئی بات  
 ظاہر نہیں ہوتی اور وہ اس کا اظہار  
 اسلام ہے (جس کی حقیقت ظاہر ہو  
 چکی ہے) رہا وہ شخص جس کا ارتداد بار  
 بار ہو تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد واضح

يَكُنَّ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ  
وَلَا يَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا-

(شرح المغنی ص ۱۷۰)

ہے کہ بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر  
ہو گئے، پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے  
پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ  
اسیوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان  
کو راستہ دکھائیں گے۔“

اسی سابقہ عبارت کی تشریح کرتے  
ہوئے امام صاوی مالکی اپنے حاشیہ  
میں فرماتے ہیں :-

”یہ جو نبی کو ”سب“ کرنے والے کا حکم  
بیان کیا جا رہا ہے اس میں سب کا  
لفظ گالی کو بھی شامل ہے اور ہر  
بُرے کلام کو بھی۔ تو اب آپ پر تہمت  
آپ کی شان کو ہلکا سمجھنا، آپ پر  
عیب لگانا، یہ ساری صورتیں ”سب“  
کے لفظ میں داخل ہیں۔ اور سب کا  
حکم یہ ہے کہ اگر وہ مکلف (عقل بالغ ہو)  
تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ تن میں جو  
یہ فرمایا گیا کہ غصہ میں گالی دینا عذر نہیں  
اس سے مسئلہ معلوم ہو گیا کہ غصہ کی حالت  
میں کسی کو درود پڑھنے کے لئے کہنا بھی جائز  
نہیں کہ کہیں وہ غصہ میں کچھ اور نہ بک دے  
تن میں مسلمان بدگو کی عبارت کا مطلب

بنا وقال الصاوی فی حاشیئہ  
علی الشرح الصغیر  
قولہ :

السَّابُّ النَّبِيَّ، السَّبُّ  
هُوَ الشَّتْمُ وَكُلُّ كَلَامٍ  
قَبِيحٍ، حَيْثُذُ الْقَذْفِ  
وَالِإِسْتِخْفَافِ بِحَقِّهِ  
أَوْ إِلْحَاقِ النِّقْصِ لَهُ دَاخِلٍ  
فِي السَّبِّ وَيَحْتَلُّ قَتْلُ  
السَّابِّ إِنْ كَانَ مُكَلَّفًا-

قولہ: فلا يعذر إذا سب  
حال الغیظ ومن ههنا  
حرم علی من یقول لمن  
قام به غیظ صل علی  
النبی قولہ أما لساب  
المسلم الاوضح فی  
العبارۃ ان یقول أما

المسلم اذا ارتد بغير السب  
ثم سب من التردة ثم  
اسلم فلا يسقط قتل  
السب - قوله والمراجع  
الأول أي قبول توبته  
كما هو مذهب الشافعي  
حتى في سب الانبياء  
والملائكة، والفرق بين  
سب الله فيقبل وبين  
سب الانبياء والملائكة -  
لا يقبل أن الله لما  
كان منزها عن النقص  
له عقلا قبل من العبد  
التوبة بخلاف خواص  
عباده فاستحالة  
النقص عليهم من  
اخبار الله لا من  
ذواتهم فيشدد -  
(الشرح المفيد  
ص ۳۹، ص ۴۰ ج ۲)  
میں سختی کی جائے گی اور توبہ قبول نہ ہوگی۔

❖

یہ ہے کہ مسلمان اگر کسی اور وجہ سے مرتد  
ہو گیا۔ حالت ارتداد میں بدگوئی کی پھر  
اسلام لے آیا تو بھی بدگوئی کی سزا قتل  
معاف نہ ہوگی۔ نمن میں جو یہ فرمایا گیا  
کہ راجع پہلا قول ہے اس کا مطلب یہ  
ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی  
کرنے والے کی توبہ قبول ہو جائے گی جیسا  
کہ انبیاء اور ملائکہ کی شان میں گستاخی  
کرنے والے کے بارے میں بھی امام شافعی  
کا یہی مذہب ہے۔

لیکن ہمارے مذہب میں جو یہ فرق  
ہے کہ سب اللہ کی توبہ قبول ہے  
اور سب الانبیاء کی توبہ قبول نہیں اس  
کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو عقلاً  
عیب سے پاک ہے اس لئے توبہ  
قبول ہو جائے گی۔ باقی اللہ تعالیٰ  
کے نیک بندے تو ان کا عیب سے  
پاک صاف ہونا اللہ تعالیٰ کے  
بتلانے سے ہوا ہے ان کی اپنی ذات  
کی وجہ سے نہیں۔ اس لئے اس بارے

میں سختی کی جائے گی اور توبہ قبول نہ ہوگی۔

## قتل مرتد کے طریقہ پر

# فقہ حنفی کی تین عبارتیں

علامہ شامی مرتد کی بحث میں لکھتے ہیں کہ :-

”تمن میں مرتد کے قتل کے واجب ہونے کو مطلقاً ذکر کیا گیا ہے جو امام (حاکم وقت) اور غیر امام (غیر حاکم) دونوں کو شامل ہے۔ لیکن حاکم وقت کے علاوہ اگر کوئی دوسرا شخص حاکم کی اجازت کے بغیر مرتد کو قتل کرے گا یا اس کے کسی عضو کو کاٹ دے گا (تو اسے قتل یا قطع کی سزا تو نہ ملے گی لیکن) امام اس کو تادیب کرے گا کیونکہ یہ سزا جاری کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔“

۱۔ قال صاحب التدفیع بحث المرتد :

فإن أسلم فبها وإلا قتل وقال الشامي قوله وإلا قتل أي ولو عبداً فيقتل وإن تضمن قتله إبطال حق المولى وهذا بالإجماع لإطلاق الأدلة فتح قال في المنع وأطلق فشمس الإمام غيره لكن إن قتله غيره أو قطع عضواً منه بلا إذن الإمام آذبه الإمام۔

(شامی ۲۲۷ ج ۲)

فتاویٰ عالمگیری میں مرتدین کے احکام ذکر کرتے ہوئے کہا گیا :

”اگر مرتد پر اسلام پیش کرنے سے پہلے

۲۔ فی العالمگیریۃ فی احکام المرتدین :

فإن قتله قاتل قبل عرض

الإسلام عليه أو قطع عضوًا  
منه كره ذلك كراهة تنزيها  
هكذا في فتح القدير فلا  
ضمان عليه لكنه إذا  
فعل بغير إذن الإمام  
أدب على ما صنع كذا في غاي  
البيان - (فتاوى عالمگیری ص ۲۵۴)

مط وقال ابن الهمام :

کوئی قاتل اُسے قتل کر دے یا اُس کے  
کسی عضو کو کاٹ دے تو ایسا کرنا مکروہ  
تنزیہی ہے (بحوالہ فتح القدير) اور اس  
پر ضمان واجب نہ ہو گا۔ لیکن اگر امام  
کی اجازت کے بغیر ایسا کیا تو اُسے  
تادیب کی جائے گی (کہ حکومت کے اختیارات  
اپنے ہاتھ میں کیوں لئے؟)

فتح القدير شرح ہدایہ میں علامہ ابن الهمام  
نے فرمایا :-

في المهادية فإن قتله قاتل  
قبل عرض الإسلام عليه  
كره ولا شيء على القاتل  
ومعنى الكراهية ههنا  
ترك المستحب وانتفاء  
الضمان لأن الكفر مبيح  
للقتل والعرض بعد بلوغ  
الدعوة غير واجب وقال  
ابن الهمام قوله فإن  
قتله قاتل الخ لأن الكفر  
مبيح وكل جنائية على  
المرتد هدر ومعنى  
الكراهية هنا كراهة

”کہ ہدایہ میں جو یہ لکھا ہے کہ اگر مرتد پر  
اسلام پیش کرنے سے پہلے کوئی قاتل  
اُسے قتل کر دے تو مکروہ ہے مگر قاتل  
پر کچھ ضمان واجب نہ ہو گا۔ اس میں  
مکروہ سے مراد ترکِ مستحب ہے اور  
ضمان کا واجب نہ ہونا اس لئے ہے کہ  
مرتد کے کفر نے اس کے قتل کو جائز کر دیا  
تھا اور دعوتِ اسلام پہلے پہنچ چکنے کے  
بعد دوبارہ پہنچانا واجب نہیں ہے۔  
اور اس لئے بھی کہ کفر مرتد اُسے  
مباح الدم بنا دیتا ہے اور مرتد کے  
خلاف ہر جرم بلا ضمان ہے۔  
اور متن میں مکروہ سے مراد مکروہ

تنزیہا وعند من یقول  
بوجوب العرض کراہۃ  
تحریم او فی شرح المطحاوی  
اذا فعل ذلک اى القتل  
او القطع بغیر اذت  
ابا امام اذ ب -  
(فتح القدیر ص ۳۱ ج ۵)  
تنزیہی ہے ہاں جو لوگ دوبارہ عرض  
اسلام کے وجوب کے قائل ہیں ان کے  
نزدیک مکروہ تحریمی ہو گا۔ شرح طحاوی  
میں مذکور ہے کہ اگر کوئی مرتد کو (بلا اذن  
امام) قتل کر دے یا اس کا عضو قطع کر  
دے تو امام کی طرف سے اُسے تادیب  
سکھائی جائے گی۔

## معافی ایک دھوکہ ہے

بعض اخباروں میں جلی سُرخ سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ رشدی نے معافی مانگ لی اور معلوم ہوا کہ فون پر اُس نے لکھوایا کہ میں نے ایک ناول لکھا تھا، اگر کسی کو اس سے تکلیف پہنچی ہو تو میں اس سے معافی مانگتا ہوں۔  
حالانکہ ناول معروف ہستیوں کے نام لے لے کر گندی خلاف انسانیت گالیوں بکنے کا نام نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی یہ معافی ایک دھوکہ ہے۔ کیونکہ معافی تو اسی سے مانگی جاسکتی ہے جس کو تکلیف یا نقصان یا بے عزتی یا بد قالی کی گئی ہو تو ان حضرات میں سے کوئی زندہ نہیں، پھر کس سے معافی اور کیسی معافی ہے؟ یہ تو سب اللہ کے مقربین اُس کے برگزیدہ و منتخب ہستیاں ہیں۔ ان کی شان میں معمولی گستاخی بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، عزیزوں خاندان کے لئے، اور اُن کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ کی گستاخی ہی نہیں سخت تکلیف دینا ہے اور



اللہ تعالیٰ کی اذیت سے جو دنیا و آخرت کے عذابوں، وبالوں کا حملہ اپنے اوپر اپنے حمایتیوں پر ہمنواؤں پر بلکہ ساتھ میں بہت سے عوام پر بھی عذاب کا مطالبہ کر لینا ہے۔ ان سے تمام باتوں کی توبہ جزئی اور دل کی گہرائی سے توبہ کی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے کہ اول تو ان سب سے معافی تک طلب نہیں کی گئی۔ دوسرے توبہ کے قاعدہ سے نہیں کی۔

تیسرے وہاں سے معافی حاصل ہی نہیں ہو سکتی تو ہمارے عالم کو دھوکہ دے کر اندھا بنانا ہے۔

دوسرے رشدی کے بیان میں ”اگر“ کا لفظ بتا رہا ہے کہ اب بھی اُس کے نزدیک تو کوئی بات اہانت تذلیل و تحقیر کی واقعی نہیں ہوئی اگر کسی کو خواہ مخواہ تکلیف ہوئی ہو تو معافی چاہتا ہوں۔

ذرا غور تو کیا جائے کہ توبہ خالص کی معافی اور وہ بھی صرف اس وقت کے متنبہ کرنے والوں سے اور پھر اپنی نظر میں غیر واقعی بات کہ ”اگر“ ہو تو، یہ کیا معافی مانگتا ہے؟ یہ تمام دنیا کو دھوکہ دینے کے سوا اور کیا ہے؟ یاد رکھئے اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا وہ دل کا حال خوب جانتے ہیں۔

دنیا بھر کے اربوں مسلمانوں کو جو اس سخت اضطراب کی آگ میں بھن رہے ہیں اور تڑپ تڑپ جا رہے ہیں۔ کیا اس دھوکہ سے کوئی سکون ہو سکتا ہے؟ وہ تو اس لفظ معافی کو تیر و تفنگ سے زیادہ ہلکی اور جلتی آگ پر تیل نہیں بلکہ ٹپول چھڑکنا سمجھتے ہیں۔ اور رشدی کے چند حامی لوگ ہاں میں ہاں ملانے والے اس پر کچھ کہہ اٹھیں تو کیا ان اربوں کے دل کی بھڑاس دھیمی ہو سکتی ہے؟ اگر واقعی جن کی اس قدر گندی توبہ و تذلیل کی گئی ہے ان کو اور ان کے محبوبوں تمام انبیاء و رسل تمام متقی لوگ، تمام شرافت رکھنے والے، تمام انسانیت کے پتلے اس سے چین پاسکتے ہیں اور کیا وہ عذابات الہی جو ایسے عرش ہلا دینے والے

گناہوں پر بے قرار ہو کر برس پڑتے ہیں۔ اس سے ان کی کوئی رکاوٹ ہو سکتی ہے۔

احکام الہی، ارشادات نبوی، اجماع اُمت، قیاس شرعی، عقل سلیم اور ہنسک عزت کا قانون تمام دنیا کی قوموں اور مملکتوں میں دیکھ چکے ہیں تو اس کے سوا کیا چارہ کار ممکن ہے کہ رشدی کے اپنے وجود سے زمین و آسمان کو پاک کر دیا جائے یہی اصل توبہ ہے۔

منا ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک صاحب سے نہ ناصار ہو گیا تھا، ان کو سب انجام نظر آتے تھے اس کے باوجود خود حاضر ہوئے اور منزلے اسلامی رجم سے فتنے گھاٹ اتر گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی توبہ وہ توبہ ہے کہ سارے مدینہ والوں پر تقسیم ہو جائے تو سب کی نجات کو کافی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ ایسی ہی توبہ نصیب ہو جائے۔

## خلاصہ

۱۔ اب تک قرآن حکیم کی آیات طہیات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک، اجماع اُمت کے حوالوں اور حلیل القدر ائمہ فقہاء کے حوالے سے جو تحقیق پیش کی گئی۔ اس سے یہ بات اچھی طرح سے واضح ہو گئی کہ بول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مراحتہ یا تعریضاً بد گوئی کرنے والا شخص مرتد بھی ہے اور آپ کی ذات اقدس پر تہمت لگانے والا بھی ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۲۔ مرتد کی سزا قتل ہے یعنی اس کو قتل کرنا فرض ہے۔ اس میں بھی مرد مرتد کے قتل کرنے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ قتل کرنے کی ذمہ داری حکومت پر ہے، وہ ہر طریقہ سے

ایسے مجرم کو نکال کر اُس پر قتل کی سزا جاری کرے۔ عام آدمی کے لئے قانون کے نفاذ کو اپنے ہاتھ میں لینا مناسب نہیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر کسی عام شخص نے ایسے مرتد کو قتل کر دیا تو اس پر نہ قصاص ہے نہ تلافی، کیونکہ مرتد مباح الدم (یعنی جائز القتل) ہوتا ہے۔ عام شخص کے لئے ایسا کرنا صرف خلافِ مستحب ہے جس پر حکومت کی طرف سے صرف تادیب ہوگی۔

یہ بات بھی اچھی طرح سے ثابت ہوگئی کہ ایسا مرتد اگر صحیح طرح توبہ نہ کرے تو اس کی سزا ہر حال میں قتل ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

یہ بات بھی خوب ثابت ہوگئی کہ ایسا بدگو مرتد اگر اپنی بدگوئی اور اپنے کفر سے صحیح توبہ کر لے تب بھی اکثر علماء، فقہاء اور محدثین کے نزدیک اس کا اسلام تو قبول ہو جائے گا مگر بدگوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت لگانے کی وجہ سے اُس کی سزائے قتل ہرگز معاف نہ ہوگی۔ اسلام لانے کے باوجود بطور حد کے قتل کیا جائے گا (جیسا کہ عام انسانوں کو لگائی جانے والی تہمت پر حدِ قذف کہ وہ بھی توبہ سے معاف نہیں ہوتی)۔ احناف کے اکثر جلیل القدر علماء کا یہی مذہب ہے۔

البتہ بعض علماء کے نزدیک اگر وہ صحیح طور پر توبہ کر لے (جس طرح توبہ کرنی چاہیئے) تو اسلام قبول کرنے کے علاوہ اس کی سزائے قتل معاف ہو سکتی ہے۔

اس سلسلہ میں ایک شافعی اور ایک حنفی عالم کی عبادتیں پیش ہیں۔ تطویل کے پیش نظر ترجمہ نہیں کیا گیا :-

## من قال بسقوط وجوب قتل الساب إذا تاب

١ قال القاضي أبو يحيى زكريا الأنصاري الشافعي وهو تلميذ ابن حجر وابن الهمام واستاذ الشعراوي في فتاواه -  
سئل عن سب النبي صلى الله عليه وسلم ثم تاب هل الفتوى  
على قتله هذا كما صرح به صاحب الشفاء ونقله عن أصحاب الشافعي  
أو على خلافه فأجاب أن الفتوى على عدم قتله كما جزم به  
الأصحاب في سب غير قذف ورجحه الغزالي ونقله ابن  
المقري عن تصحييف في سب هو قذف لأن الإسلام  
يجب ما قبله - ونقل قتله عن أصحاب الشافعي وهم  
بن هممتفقون على عدم قتله في الشق الأول وجمهورهم  
مرجحون له في الثاني -

(فتاوى شيخ الإسلام الأنصاري)

٢ وتكلم ابن عابدين في حاشيته على الدر وقال في  
آخر كلامه : وقد استوفيت الكلام على ذلك في كتاب  
سميته تنبيه الولاة والحكام على أحكام شائع غير  
الذنام عليه الصلوة والسلام -

(شامى ص ١٣٣ ج ٢)

وفي رسائل ابن عابدين في الرسالة المذكورة :-

ثم أعلم أن الذم تحرد لنا من مسألة الساب ان  
للحنفية فيها ثلاثة أقوال -

قول الأول | أنه تقبل توبته ويندرى عنه القتل بهما

وأنه يستتاب كما هو رواية الوليد عن مالك وهو المنقول  
 عن أبي حنيفة وأصحابه كما صرح بذلك علماء المذاهب  
 الثلاثة كالقاضي عياض في الشفا وذكر أن الإمام الطبري  
 نقله عنه أيضًا وكذا صرح به شيخ الإسلام ابن تيمية و  
 كذا شيخ الإسلام التقي السبكي وهو الموافق لما صرح به  
 الحنفية كالإمام أبي يوسف في كتابه الخراج من أنه  
 إن لم يتب قتل حيث علق قتله على عدم التوبة  
 فدل على أنه لا يقتل بعدها ولما صرح به في المنتف  
 ونقلوه في عدة كتب عن شرح الطحاوي من أنه مرتد  
 وحكمه حكم المرتد ويقتل به ما يفعل بالمرتد ولما  
 صرح به في الحاوي من أنه ليس له توبة سوى  
 تجديد الإسلام وهو الموافق أيضًا لإطلاق عبارات  
 المتون كافة وهم الموضوعات لنقل المذاهب  
 وهذا بإطلاقه شامل لما قبل الرفع المحاكم  
 لما بعده -

**والقول الثاني** | ما ذكره في البزازية اخذ من الشفاء  
 والصارم المسلول من أنه لا تقبل  
 توبته مطلقا قبل الرفع ولا بعده وهو مذهب المالكية  
 والحنابلة وتبعه على ذلك العلامة خسرو في الدرر  
 والمحقق ابن البهمام في فتح القدير، وابن نجيم في البحر  
 والاشباة والتمرقاشي في التنوير والمنح والشيخ خير الدين  
 في فتاواه وغيرهم -

## والقول الثالث | ما ذكره المحقق أبو السعود آفندي

العمادى من التفصيل وهو أنه  
تقبل توبته قبل رفعه إلى الحاكم لا بعده وتبعية عليه  
الشيخ علاء الدين في الدد المختار وجعله محل القولين  
الأولين وقد علمت أنه لا يمكن التوفيق به للمباينة  
الكلية بين القولين وأن القول الثاني أنكره كثير من  
الحنفية وقالوا إن صاحب البزازية تابع فيه مذهب  
الغير وكذا أنكره أهل عصر صاحب البحر وعلمت أيضا  
أن الذى عليه كلام المحقق أبى السعود آخر وهو أن  
مذهبنا قبول التوبة وعدم القتل ولو بعد رفعه إلى الحاكم  
وهذا هو القول الأول بعينه ففيه رد على صاحب البزازية  
ومن تبعه وإنما جعلناه قوله ثالثا بناء على ما أفاده أول  
كلامه ثانزا وارخاء للعنان -

## فيما خي | هذه الأقوال الثلاثة بين يديك قد أوضحت

لك وعرضتها عليك فاختر منها لنفسك ما ينجيك  
عند حلول رمسك وأنصف من نفسك حتى تميز عثما من  
سحنها، والذي يغلب على في هذا الموضع الخطر والأمر  
العسر واختاره لخاصته نفسى وأرضيه ولا الزم احدا أن يقلد في فيه على  
حب ما ظهر لفكرى الفاتر ونظرى القاصر هو العمل بما ثبت نقله عن أبى  
حنيفة وأصحابه لا مورد الخ (رسائل ابن عابدين ص ٣٣٣)

له وبمثله صرح ابن عابدين في شرح عقود رسم المفتى ص ٣٣

(بمشورة من الشيخ المفتى محمد رفيع العثمانى دام ظلهم) ١٢ محمود -

## توبہ کا طریقہ

تمام تحقیقات آپ سب کے سامنے رکھ دی ہیں۔ نرم بھی گرم بھی اُمت کے بہت سے علماء دین کے نزدیک تو ان آیات و احادیث کی وجہ سے توبہ بھی معتبر نہیں۔ سوائے اپنے وجود سے دنیا کو پاک کر دینے کے کوئی علاج نہیں ہے لیکن بعض حضرات نے توبہ کی اجالت دی ہے مگر یہ یاد رہے کہ ہر جرم کی توبہ اسی کے درجہ کی ہوتی ہے اگر آج کے سب مسلمان بھی ان پر رحم کے لئے تیار ہوں اور وہ بھی دل سے احساس کہ چکے ہوں تو رحم کے لئے تیار ہو جانے کی کم از کم علماء کے قول پر کچھ گنجائش ہے کہ جرم کے موافق توبہ کی ہو جس کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔ چونکہ یہاں جرم بہت سے ہیں اس لئے ان کی توبہ اس مرتبہ کی ہوگی۔

۱۔ آیات، احادیث، اجماع اور قیاس سب سے معلوم ہو چکا ہے کہ ایسا کہنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اس لئے فوراً اسلام کی تجدید کرنی لازم ہے۔ سربراہ اور وہ علماء و عوام کے مجمع میں باقاعدہ اسلام کی تجدید کرنی ہوگی اور اس کا اسی قدر اعلان جس قدر ان حرکتوں کا اعلان ہوا ضروری ہوگا۔ ایسا نہ ہو اس سے پہلے موت آجائے اور ہمیشہ کو جہنم میں رہنا ہو۔

۲۔ ان سب باتوں پر اسلام ختم ہونے سے نکاح بھی ختم ہو گیا۔ اب فوراً اسلام لابتے ہی نکاح کی بھی تجدید کرائیں اور اس کا اعلان اسی اعلان کی طرح ہو۔

۳۔ توبہ نام ہے تین باتوں کا : (i) گذشتہ پر انتہائی شرمندگی ہو۔ (ii) اس وقت انتہائی عاجزی اور گریہ و زاری سے خدا تعالیٰ سے

معافی مانگی جائے۔ (iii) آئندہ کے لئے ان سب باتوں کے نہ کرنے کا پختہ عہد کیا جائے۔

بلکہ ان کی تلافی کے لئے ان سب کے محاسن بزرگی اعلیٰ مرتبوں کو اسی عام ترین اعلان سے تقریر و تحریر سے ظاہر کرتے رہا کریں اور گزشتہ کی غلطیاں طشت از بام کریں تو توبہ کی تکمیل ہو جائے۔

۴۷ امر اقل کے لئے یعنی گزشتہ پر شرمندگی کے لئے ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ہر بات کا بے دلیل، بے مشاہدہ، بے ثبوت، جھوٹ، بہتان ہونا اور بہر کرنے والوں کی حرکت کا انکشاف اسی زور شور سے انہی تمام اخبارات میں آنا ضروری ہے جن میں یہ سب باتیں آج تک طبع ہوتی رہیں۔

۴۸ جب تک یہ کتاب دنیا میں موجود رہے گی، پڑھی جاتی رہے گی اس کا رہنا، پڑھا جانا، ان پر شرمندگی، اُن کا بیہودہ، غلط، جھوٹ ہونا ختم نہ ہوگا۔ جس طرح ہو سکے اُس کے ہر ہر نسخہ کو علی الاعلان ہر جگہ جلوا یا کریں اور مصنف یہ اعلان کرے کہ سب اس کو جلادیں ورنہ کم از کم اس سے میرے نام کے ورق کو جلادیں۔ عام اعلان سب اخباروں کو دیا جائے۔ اس طرح توبہ کا پہلا تجربہ مکمل ہوگا۔ پھر دوسرا، تیسرا جزا اور ان کا اعلان دنیا بھر میں ہو۔

۴۹ فوراً ان تمام باتوں کا بے ثبوت، بے اصل، جھوٹ، کافرانہ ایجادات قرار دینے کے مضامین کی اس قدر بھر مار ہو جس قدر ان باتوں کی ہو چکی ہے۔

یہ توبہ ہو جائے تو رشدی صاحب ہمارے جگری بھائی بن جائیں گے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے: *التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ*۔ (گناہ سے توبہ کر لینے والا ایسا ہے جیسا اُس کا کوئی گناہ نہیں) بس توبہ خالص و مکمل ہو تو ان بعض علماء کے نزدیک پاک ہو سکتے ہیں (جن کی عبادات آخر میں ہم نے درج کی ہیں)۔



## قائد ایران کے مثالی اقدامات سات نکات

علامہ خمینی نے عظیم الشان اقدامات کردہ کے ساری دنیا کی آنکھیں کھول دیں کہ اس سے زیادہ دنیا بھر میں کوئی اور جرم نہیں ہو سکتا۔

۱۔ ایسے مجرم کو قتل کرنے والے کے لئے وہ عظیم انعامات مقرر کئے کہ آج تک پوری دنیا میں کسی نے اتنے انعامات مقرر نہیں کئے ہوں گے۔ اگر اس کا قاتل ایران کا باشندہ ہو تو پچاس لاکھ ڈالر (۵۰۰۰۰۰) اور اگر دوسرے ملک کا باشندہ ہو تو دس لاکھ حکومت ایران پیش کرے گی۔

علامہ خمینی کا انعام ساری دنیا کے انعامات سے بڑھ چڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ اس کی اندرونی حقیقت اور بھی بہت بڑی شان کا انعام بتاتا ہے کہ خمینی صاحب تقریباً ساری زندگی ایسے مہربان سے وابستہ رہے ہیں جو ایسی گالیوں کو بہترین ذخیرہ قرار دیتے ہیں تو جو شخص زندگی بھر ان گالیوں سے مانوس رہا آج اس سے بھی جو گالیاں برداشت نہ ہو سکیں اور اس قدر غیظ و غضب ان کو بدکردار پر آیا کہ دنیا بھر میں سب سے زیادہ انعام کی پیش کش پر مجبور ہو گئے تو اس سے اندازہ لگایا جائے کہ غیر مانوس لوگوں کو ان گالیوں سے جو دین نہیں، شرافت نہیں، انسانیت کی لائق تک سے خالی ہونے کی دلیل ہیں، کس قدر ان کو غیظ و غضب ہوا ہوگا اور ان کی غیرت ایمانی و غیرت شرافت و انسانیت کے اضطراب کا کیا عالم ہو سکتا ہے؟

۲۔ خمینی صاحب نے تمام دنیا کی حکومتوں کو چیلنج دے دیا ہے کہ اگر ان میں

انسانیت کا ذرا سا بھی کوئی حقہ باقی ہے تو اپنی پوری طاقت و قوت کا مظاہرہ کریں ورنہ اپنے آپ کو انسانیت کے طبقہ سے الگ قرار دیں۔

۳ حکومت ایران نے اقوام متحدہ کو جھوٹا ڈالا ہے کہ کیا اقوام متحدہ دنیا کے سب سے بڑے مجرم کو یوں آزاد چھوڑنے سے اقوام متحدہ رہ سکتی ہے؟ کیا یہ دعویٰ بلا دلیل قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔ آخر اقوام متحدہ کی غیرت و حمیت کی کوئی رت باقی ہے یا بالکل غول غول رہ گئی ہے۔

۴ علامہ خمینی نے اپنے ملک، اپنی قوم اور اپنے مذہب کو یہ درس عظیم دیا ہے کہ وہ آنکھوں سے بچی ہٹائیں اور ایسی غلیظ گندی انسانیت سوز، غیرت و حمیت، شرافت و دیانت کا جنازہ نکالنے والی باتوں سے سخت احتراز کریں ورنہ سوچ لیں کہ اُن کے قاتل بھی اسی قدر انعامات کے حق دار ہوں گے۔ ممکن ہے قضاء قدرت انتقام لے لے۔ وقت ہے کہ قیامت سے پہلے پہلے زندگی ہی میں ہر فرد اس سے بچ جائے۔ گڈ سے توبہ آئندہ عہد پختہ کر لیں۔

۵ قیامت تک کے لئے ساری دنیا کو بتا دیا ہے کہ ایسا مجرم کوئی بھی ہو کہیں کا باشندہ بھی ہو وہ قتل کا اور اس کا قاتل ایسے انعام کا مستحق ہے اس سے اس کے مجرم کا اندازہ کر لیں۔

۶ تمام حکومتوں اور قیامت تک آئے والی حکومتوں کو دکھلادیا ہے کہ یہ مجرم انسانیت کا بدترین مجرم ہے۔ ہر حکومت اس سے متعلق اس کا قانون بنا کر اپنی انسانیت کا ثبوت دے کہ ایسے مجرم اللہ تعالیٰ کی زمین کو اپنے وجود سے ناپاک نہ کر سکیں۔ اگر حکومتیں ایسا قانون نہ بنائیں گی تو وہ ایسے مجرموں کی صف میں کھڑی ہونے کے قابل ہوں گی واہ واہ ۷

۷۔ ایں کار اند تو آید و مرغاں چینیں کنند  
 جو حکومت رواداری برتے گی وہ بھی خود اس جرم کی مجرم قرار پائے گی۔  
 خود سزا کی مستحق ہوگی۔

## ضمیمہ ۲

### اسرائیل کا دنیا بھر کو الٹی میٹم

## سات نکات

اسرائیل نام کی حکومت نے اس کو پناہ دے کہ انتہائی شرمناک خطرناک انسانیت کے مخالف کام کیا ہے۔

۱۔ اسرائیل نے حمایت کر کے علی الاعلان اعتراف کر لیا ہے کہ اس کے اندر اسی کا ہاتھ ہے، نام صرف سلمان رشدی کا ہے اس کو تو صرف بیوقوف بنایا گیا ہے، اندر سے ساد اکام اسرائیل کا ہے۔

۲۔ اسرائیل نے ساری دنیا کی حکومتوں کو الٹی میٹم دے دیا ہے کہ اس گندے غیر انسانی جرائم کے حامی کے دنیا بھر میں محافظ ہم ہیں۔ جس کا جی چاہے ہم سے مقابلہ کرے۔ ہم اُس کے برابر حامی ہی رہیں گے۔ خصوصاً دنیا بھر کے ادیبوں مسلمانوں اور اُن کی حکومتوں کو اور ہر انسانیت رکھنے والی حکومت کو جنگ کا الٹی میٹم ہے کہ کوئی ہے جو اس کو لے سکے۔

۳۔ کیا اسرائیل کو معلوم نہیں کہ مجرم کی حمایت مجرم کی پرورش بلکہ اور حوصلہ دینے کے برابر ہے۔ یہ بات خود اُسے ساری دنیا میں بدنام

کرنے کے لئے کافی ہے۔

۷۴ کیا پوری حکومت میں کوئی انسان انسانیت سوز فحش گالیوں سے بیقرار ہونے والا نہیں ہے یہب خلاف انسانیت مزاج کے مالک ہیں۔

۷۵ کیا اسرائیل کو معلوم نہیں کہ دنیا کے معزز ترین بھڑگوں کی تذلیل سے عرشِ ہمک لرز اٹھتا ہے اہد پھر تمام مجرموں اور اُن کے حمایتیوں پر انتقام قدرت نازل ہو سکتا ہے۔

۷۶ کیا اسرائیل نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مسلمانوں میں کوئی غیرت، حیا، شرم، حمایتِ حق کا دلولہ نہیں رہا ہے کہ اُس نے علی الاعلان الٹھی میٹم دے دیا ہے۔

۷۷ کیا اسرائیل نے اسی سے اس کی تائید نہیں کہ دی ہے جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب یہودیوں کے اسلام کی روزِ روز کی فتوحات برداشت نہ ہو سکیں تو اپنی عورتوں کو منافق بنا کر مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کے نکاح میں داخل کیا اور یہ پھوٹ ڈالنے کا کام کیا کہ جانشین داماد تھا، سب غاصب ظالم ڈاکو ہیں اور اسی سے ایک فرقہ جنم لے گیا جس کا ڈیڑھ ہزار سال تک کوئی اور حملہ کامیاب نہ ہو سکا۔ تو یہ حملہ بھی اسی طرح کا ہے، یہ بھی صدیوں تک برابر کام کر سکتا ہے۔ اس سے اس چہرہ کی حمایت بھی ثابت ہو گئی۔

اسرائیل یاد رکھے کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ دجال کے ساتھ سارے یہودیوں کا قلع قمع ہو گا۔ کوئی نام کا یہودی بھی نہ رہ سکے گا۔ دنیا و آخرت دونوں جہان کی تباہی ان کے لئے آ رہی ہے۔ اچھا ہو کہ وہ ہوشِ سنبھال لیں۔

# استفتاء کے نمبر اور جوابات

۱۔ یہ شخص مرتد ہے جیسا کہ آیات و احادیث اور اجماع و قیاس وغیرہ سے ثابت ہو چکا ہے اور جو کافر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے وہ حضور کے زمانے تک منافق اور بعد میں زندیق کہلاتا ہے (دیکھیں آیت ۲۲ اجماع کی بحث اور حوالہ ۹) اس لئے یہ شخص مرتد بھی ہے اور زندیق بھی۔

۲۔ تمام آیات، احادیث، اجماع، قیاس، عقل اور فقہاء و علماء کی عبادات سب سے ثابت ہے کہ اس کے ناپاک وجود سے اللہ تعالیٰ کی زمین کو پاک کرنا ضروری ہے۔

۳۔ جس کو قدرت ہو، جب قدرت ہو وہ سزا نافذ کرے۔ یہ ہر مسلم حکومت کا فرض ہے یا کوئی غازی علم دین پیدا ہو جائے۔

۴۔ جس کو قدرت ہو فوراً سزا نافذ کرے، قدرت نہ ہو تو قدرت حاصل کرے۔ جیسا کہ احادیث پاک کے حصہ میں گزر چکا ہے کہ بغیر مقدمہ چلائے ایسے گستاخوں کو سزا دی گئی۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر مقدمہ چلائے ایسے گستاخوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ (دیکھیں نابینا کی باندی کا واقعہ کعب بن الاشرف، ابن مغل وغیرہ کا واقعہ)۔

۵۔ رشدی نے جو معافی مانگی وہ دھوکہ ہے، جیسا کہ اسی عنوان سے لکھا جا چکا ہے اور توبہ کا صحیح طریقہ بھی گزر چکا ہے جس کی صرف بعض علماء کے نزدیک گنجائش ہے جس کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے۔

۶۔ پبلشرز اور ملوث اداروں کے ساتھ قطع تعلق اگر مثل سزا کے ہو یعنی

مسلمان بائیکاٹ کر دیں تو ضروری ہے اور قلبی محبت ہر کافر سے حرام ہے اور جو چیز قلبی تعلق کا قریبی ذریعہ ہوگی وہ بھی حرام اور جو بعید ذریعہ ہوگی وہ مکروہ ہے۔

۱۷ کفر کی حمایت اور اس کو سراہنا خود کفر ہے۔ ہر مسلمان کے ذمہ ہے کہ جتنی قوت و طاقت ہو ان حرکتوں کو، ان حرکت والوں کو، ان کے اسباب و ذرائع کو ملیا میٹ کر دیں۔ اور جس کو اس کی قدرت نہ ہو اس کو زبان سے اس کی خرابی اور برائی کا بیان کرنا واجب ہے اور جس کو زبان سے کہنے میں جان مال کا خطرہ ہو اُس کو دل میں بُرا جاننا واجب ہے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں یہی تفصیل آئی ہے۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: العبد محمود اشرف عفی عنہ املاء من شیخ  
الفقیر المفتی جمیل احمد الحقانوی مد اللہ ظلہ العالی  
مار ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ

# کھیل کود اور تفریح

## کی شرعی حیثیت

ایک اہم معاشرتی مسئلہ پر ایک اچھوتی تحریر  
مستند حوالہ جات کے ساتھ

از

جناب مولانا محمود اشرف عثمانی مدظلہ  
استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

ناشر

ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور۔ پاکستان

۲۵۳۲۵۵-۴۲۲۳۹۹۱

# تصوف کی حقیقت

اور اُس کا طریق کار

تصوف اور اس کی شرعی حیثیت، سلاسل، اذکار اور ادوار  
دیگر اصطلاحات تصوف کی حقیقت مجددِ جدید میں ہر مسلمان  
کے لیے تصوف کی اہمیت پر ایک مستند اور جامع تحریر

از

جناب مولانا محمود اشرف عثمانی مظلّم  
استاذ جامعہ دارالعلوم — کراچی

ادارہ اسلامیات

۱۹۰۔ انارکلی، لاہور ۷، پاکستان

فون: ۴۲۳۳۹۹۱ — ۲۵۳۲۵۵



# جمال الاولیاء

حکیم الامتہ مجدد الملتہ تحفۃ مولانا شرف علی تھانوی قدس سرہ

حضرت شیخ یوسف بن اسماعیل نہانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”جامع کرامات الاولیاء“  
کی تلخیص و ترجمہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیاء کرام  
رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات و خوارق عادات کا ایک جامع و مستند تذکرہ

ترجمہ

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی مدظلہ العالی

إدارة اسلامیات

۱۹۰- انارکلی ○ لاہور

فون ۲۲۳۹۹۱-۳۵۳۲۵۵